Over 200K+ Followers

09 TO 15 MARCH, 2026 | ☆☆☆ ۹تا۱۵مارچ۲۰۲۶

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم
ایڈیٹر: نشید آفاقی

PAKISTAN WATCH

ایران، امریکہ اسرائیل جنگ اور عالمی معیشت کا لرزتا مستقبل

عالمی طاقتوں کی نئی صف بندیاں اور پاکستان کا کردار

شیخ راشد عالم کا کالم

عالمی تیل سپلائی اور ایل این جی مارکیٹ کی مشکلات

پاکستانی فری لانسرز کا ڈیجیٹل دھماکا، ایک ارب ڈالر کے برآمدی کلب میں جلد شامل ہونے کیلئے تیار

آنیوالی صدیوں میں کیا ہونے والا ہے؟ نابینا نجومی بابا وانگا کی بڑی پیشگوئیاں سامنے آگئیں

Over 200K+ Followers on social media now shining in print too

ایران، امریکہ، اسرائیل جنگ اور عالمی معیشت کا لرزتا ہوا مستقبل

تیل اور LNG سے آگے، افراطِ زر، سپلائی چین، مالیاتی منڈیاں اور غذائی سلامتی پر منڈلاتا طوفان

پاکستان واچ رپورٹ

مشرقِ وسطیٰ ایک بار پھر عالمی سیاست اور معیشت کا مرکز بن چکا ہے۔ ایران، امریکہ اور اسرائیل کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی محض عسکری محاذ تک محدود نہیں رہی، بلکہ اس نے عالمی توانائی منڈیوں، تجارتی راستوں، مالیاتی نظام اور ترقی پذیر معیشتوں کو غیر یقینی کے ایسے دائرے میں دھکیل دیا ہے جہاں ہر نئی خبر مارکیٹوں میں جھٹکا پیدا کر رہی ہے۔ اس بحران کا پہلا اور فوری اثر تیل اور ایل این جی کی قیمتوں پر نظر آتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کے اثرات اس سے کہیں زیادہ گہرے اور ہمہ گیر ہیں۔

توانائی کا محاذ: آبنائے ہرمز کی تلوار

دنیا کی توانائی سپلائی کا ایک بڑا حصہ آبنائے ہرمز سے گزرتا ہے۔ یہ تنگ سمندری راستہ خلیج کو عالمی منڈیوں سے جوڑتا ہے اور روزانہ لاکھوں بیرل خام تیل اور بڑی مقدار میں مائع قدرتی گیس (LNG) اسی راستے سے برآمد ہوتی ہے۔ اگر اس گزرگاہ میں معمولی رکاوٹ بھی پیدا ہو تو عالمی منڈیوں میں فوری بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔

ایران کی جانب سے اس راستے کے حوالے سے سخت بیانات، بحری نقل و حرکت میں رکاوٹوں کا خدشہ اور خطے میں عسکری موجودگی میں اضافہ یہ سب عوامل تیل کے فیوچر کنٹریکٹس میں تیزی اور اتار چڑھاؤ کو جنم دیتے ہیں۔ توانائی کی قیمتوں میں اضافہ صرف پیٹرول پمپ تک محدود نہیں رہتا؛ بجلی کی پیداوار، صنعتوں کی لاگت، ٹرانسپورٹ، کھاد سازی اور حتیٰ کہ پلاسٹک و کیمیکل صنعت بھی اسی زنجیر کا حصہ ہیں۔

LNG مارکیٹ بھی اسی دباؤ کا شکار ہے۔ یورپ، جو پہلے ہی توانائی کے متبادل ذرائع کی تلاش میں ہے، کسی بھی نئی غیر یقینی صورتحال کو سنجیدگی سے لیتا ہے۔ ایشیائی خریداروں اور یورپی منڈیوں کے درمیان کارگو کی مسابقت قیمتوں میں اضافے کو مزید ہوا دیتی ہے۔ نتیجتاً، ترقی پذیر ممالک کے لیے درآمدی بل میں اضافہ ناگزیر ہو جاتا ہے۔

افراطِ زر کی واپسی: مہنگائی کا دوسرا دور؟

توانائی کی قیمتوں میں اضافہ براہِ راست اور بالواسطہ دونوں طریقوں سے افراطِ زر کو جنم دیتا ہے۔ جب ایندھن مہنگا ہوتا ہے تو ٹرانسپورٹ کے اخراجات بڑھتے ہیں، جس سے اشیائے خورونوش اور روزمرہ استعمال کی چیزوں کی قیمتیں بھی اوپر چلی جاتی ہیں۔ مرکزی بینک، جو پہلے ہی شرحِ سود کے ذریعے مہنگائی کو قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہے تھے، ایک نئے امتحان سے دوچار ہو سکتے ہیں۔

اگر جنگ طویل ہوتی ہے تو "کاسٹ پُش انفلیشن" کا رجحان دوبارہ زور پکڑ سکتا ہے یعنی پیداواری لاگت میں اضافے کے باعث قیمتوں میں مسلسل اضافہ۔ یہ صورتحال صارفین کی قوتِ خرید کو متاثر کرے گی اور معاشی ترقی کی رفتار سست پڑ سکتی ہے۔ ترقی پذیر ممالک، جہاں درآمدی ایندھن پر انحصار زیادہ ہے، وہاں کرنسی پر دباؤ اور مالی خسارہ بڑھنے کا خطرہ بھی موجود ہے۔

مالیاتی منڈیاں: غیر یقینی کا کھیل

جنگی ماحول میں سرمایہ کار عموماً "سیف ہیون" اثاثوں کی طرف رخ کرتے ہیں۔ سونا، ڈالر اور بعض حکومتی بانڈز کی طلب بڑھ جاتی ہے، جبکہ اسٹاک مارکیٹس دباؤ میں آ جاتی ہیں۔ توانائی کمپنیوں کے حصص میں وقتی تیزی دیکھی جا سکتی ہے، مگر مجموعی طور پر مارکیٹ کا مزاج محتاط رہتا ہے۔

سرمایہ کاروں کے فیصلے جذباتی بھی ہو سکتے ہیں۔ کسی ایک حملے یا بیان سے مارکیٹ میں شدید اتار چڑھاؤ آ سکتا ہے۔ کرنسی مارکیٹ میں بھی یہی کیفیت ہوتی ہے؛ درآمدی ایندھن پر انحصار رکھنے والی معیشتوں کی کرنسیاں دباؤ میں آ سکتی ہیں، جبکہ برآمد کنندہ ممالک کو وقتی سہارا مل سکتا ہے۔

سپلائی چین: بندرگاہ سے بازار تک

جنگ کا اثر صرف تیل بردار جہازوں تک محدود نہیں رہتا۔ اگر خطے میں بحری نقل و حمل غیر محفوظ سمجھی جائے تو انشورنس پریمیم بڑھ جاتے ہیں، راستے بدلنے پڑتے ہیں اور ترسیل کا وقت طویل ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ خام مال، مشینری، الیکٹرانکس اور دیگر صنعتی اجزاء کی سپلائی متاثر ہو سکتی ہے۔

کئی عالمی کمپنیاں "جسٹ اِن ٹائم" ماڈل پر کام کرتی ہیں، جہاں معمولی تاخیر بھی پیداواری لائن کو روک سکتی ہے۔ ایسے میں لاگت بڑھتی ہے اور صارف تک پہنچنے والی مصنوعات مہنگی ہو جاتی ہیں۔ وبا کے بعد بحال ہوتی عالمی سپلائی چین ایک بار پھر دباؤ کا شکار ہو سکتی ہے۔

غذائی سلامتی: خاموش مگر سنگین خطرہ

توانائی اور خوراک کا رشتہ گہرا ہے۔ کھاد کی تیاری میں گیس بنیادی خام مال ہے، جبکہ زرعی مشینری اور ٹرانسپورٹ ایندھن پر انحصار کرتی ہے۔ اگر توانائی مہنگی ہوتی ہے تو زرعی پیداوار کی لاگت بھی بڑھتی ہے۔ اس کے علاوہ، اگر بحری راستوں میں خلل آئے تو اناج اور خوردنی تیل کی عالمی تجارت متاثر ہو سکتی ہے۔

ترقی پذیر ممالک، جہاں خوراک کی قیمتوں کا عوامی زندگی پر براہِ راست اثر ہوتا ہے، وہاں سماجی دباؤ میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ خوراک اور ایندھن کی مہنگائی اکثر سیاسی بے چینی کو جنم دیتی ہے۔

جغرافیائی سیاست: نئی صف بندیاں

یہ بحران صرف عسکری نہیں بلکہ جغرافیائی سیاسی بھی ہے۔ ایران، امریکہ اور اسرائیل کے درمیان کشیدگی بڑی طاقتوں کو مختلف کیمپوں میں تقسیم کر سکتی ہے۔ روس اور چین جیسے ممالک صورتحال کو اپنے معاشی یا تزویراتی مفادات کے تناظر میں دیکھتے ہیں، جبکہ یورپی ممالک توانائی تحفظ کو اولین ترجیح دیتے ہیں۔

اگر عالمی طاقتیں براہِ راست یا بالواسطہ اس تنازع میں الجھتی ہیں تو پابندیوں، تجارتی رکاوٹوں اور مالیاتی نظام پر اثرات مزید پیچیدہ ہو سکتے ہیں۔ عالمی تجارت کا نظام، جو پہلے ہی تحفظ پسندی کے رجحانات سے متاثر ہے، مزید دباؤ میں آ سکتا ہے۔

پاکستان جیسے ممالک کے لیے چیلنج اور موقع

توانائی درآمد کرنے والے ممالک کے لیے سب سے بڑا چیلنج درآمدی بل میں اضافہ اور کرنٹ اکاؤنٹ پر دباؤ ہے۔ تاہم، بحران ہمیشہ صرف خطرہ نہیں ہوتا؛ یہ اصلاحات کا موقع بھی فراہم کرتا ہے۔ متبادل توانائی ذرائع، مقامی پیداوار، علاقائی تجارت اور توانائی بچت پالیسیوں کو فروغ دینا اب محض انتخاب نہیں بلکہ ضرورت بنتا جا رہا ہے۔

پاکستان جیسے ممالک کے لیے ضروری ہے کہ وہ سفارتی توازن برقرار رکھتے ہوئے معاشی استحکام کو اولین ترجیح دیں۔ علاقائی روابط، توانائی کے متبادل معاہدے اور اسٹریٹجک ذخائر کی منصوبہ بندی اس غیر یقینی ماحول میں حفاظتی دیوار ثابت ہو سکتی ہے۔

صرف ایک جنگ نہیں، ایک عالمی امتحان

ایران، امریکہ، اسرائیل کشیدگی کا بحران دنیا کے لیے ایک ہمہ جہتی امتحان بن چکا ہے۔ تیل اور LNG کی قیمتوں میں اضافہ اس کہانی کا پہلا باب ہے، مگر اصل داستان افراطِ زر، سپلائی چین، مالیاتی عدم استحکام اور غذائی سلامتی کے گرد گھومتی ہے۔ اگر سفارتی کوششیں کامیاب نہ ہوئیں اور تصادم طول پکڑ گیا تو عالمی معیشت کو ایک نئے جھٹکے کا سامنا ہو سکتا ہے۔

یہ لمحہ عالمی قیادت کے لیے دانش مندی، تحمل اور مکالمے کا تقاضا کرتا ہے۔ کیونکہ آج کی جنگ صرف ایک خطے تک محدود نہیں اس کی گونج دنیا کے ہر بازار، ہر بندرگاہ اور ہر گھر تک پہنچ سکتی ہے۔

09 TO 15 MARCH, 2026 ☆☆☆ ۹تا۱۵مارچ۲۰۲۶

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم   ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاک واچ نستان

PAKISTAN WATCH

https://www.facebook.com/ pakistanwatch.news

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی

● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،

● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد

محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد

محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی

فون نمبر: 021-34528802-3

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اس نے کہا اے ہے میرا بچہ ہوگا؟
میں تو بوڑھیا ہوں اور میرے میاں بھی
بوڑھے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے
سورۃ ہود 11 - آیت نمبر 72

مجھے ہے حکم اذاں...............!

مشرق وسطیٰ میں بڑھتی ہوئی کشیدگی اور ایران۔اسرائیل جنگ کے اثرات اب عالمی توانائی منڈیوں کے ساتھ ساتھ پاکستان جیسے درآمدی ایندھن پر انحصار کرنے والے ممالک تک بھی محسوس کیے جا رہے ہیں۔ایسے نازک حالات میں پاکستان کے لیے توانائی کی بلاتعطل فراہمی نہ صرف معاشی استحکام بلکہ قومی سلامتی کے لیے بھی انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔اس پس منظر میں سعودی عرب کی جانب سے پاکستان کو تیل کی فراہمی کے لیے متبادل روٹ فراہم کرنے کی یقین دہانی ایک مثبت اور حوصلہ افزا پیش رفت ہے۔

وفاقی وزیر پیٹرولیم علی پرویز ملک اور پاکستان میں سعودی سفیر نواف سعید المالکی کے درمیان ہونے والی ملاقات میں اس اہم معاملے پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔سعودی سفیر کی جانب سے یہ یقین دہانی کہ پاکستان کو ہنگامی حالات میں بھی تیل کی سپلائی جاری رکھی جائے گی، دونوں ممالک کے درمیان مضبوط اور دیرینہ تعلقات کی عکاسی کرتی ہے۔خاص طور پر بندرگاہ ینبوع کے ذریعے تیل کی فراہمی کا متبادل راستہ فراہم کرنے کا عندیہ پاکستان کے لیے ایک عملی حل کی حیثیت رکھتا ہے۔یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ پاکستان کی بیشتر پیٹرولیم مصنوعات کی درآمد آبنائے ہرمز کے راستے ہوتی ہے۔اگر خطے میں جنگ یا کشیدگی کے باعث اس اہم گزرگاہ میں رکاوٹ پیدا ہو جائے تو اس کے اثرات براہ راست پاکستان کی توانائی سپلائی پر مرتب ہو سکتے ہیں۔اسی لیے سعودی عرب کی جانب سے متبادل راستے کی یقین دہانی پاکستان کے لیے ایک اسٹریٹجک سہارا بن سکتی ہے۔ادھر ملک کے اندر بھی تیل کی ممکنہ قلت کے خدشات نے تشویش پیدا کر دی ہے۔بعض اطلاعات کے مطابق تیل کمپنیوں نے پیٹرول پمپس کو سپلائی محدود کرنا شروع کر دی ہے جبکہ کچھ آرڈرز بھی منسوخ کیے جانے کی خبریں سامنے آئی ہیں۔پیٹرول پمپ اونرز ایسوسی ایشن کی جانب سے وزیر اعظم سے فوری نوٹس لینے کی اپیل اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ اگر بروقت انتظامات نہ کیے گئے تو عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔یہ صورتحال حکومت کے لیے ایک امتحان بھی ہے اور موقع بھی۔ایک طرف فوری بنیادوں پر سپلائی چین کو مستحکم بنانا ضروری ہے، تو دوسری طرف طویل المدتی توانائی پالیسی پر بھی سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے تاکہ مستقبل میں ایسے عالمی بحرانوں کے اثرات کو کم سے کم کیا جا سکے۔اس ضمن میں متبادل توانائی ذرائع، اسٹریٹجک ذخائر اور سپلائی کے متنوع راستوں پر توجہ دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات ہمیشہ مشکل وقت میں مزید مضبوط ہو کر سامنے آئے ہیں۔حالیہ یقین دہانی اس بات کا ثبوت ہے کہ دونوں ممالک نہ صرف سفارتی سطح پر بلکہ عملی تعاون کے ذریعے بھی ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہیں۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر

Top Stories — ٹاپ اسٹوریز

Consumer Watch

PAGE 04

عالمی طاقتوں کی نئی صف بندیاں اور پاکستان کا مثبت کردار
(شیخ راشد عالم کا کالم)

PAGE 07

پاکستانی فری لانسرز کا ڈیجیٹل دھماکا، ایک ارب ڈالر کے برآمدی کلب میں جلد شامل ہونے کیلئے تیار

PAGE 05

جنگ کے اثرات
عالمی تیل سپلائی اور
ایل این جی مارکیٹ کی مشکلات

PAGE 08

مصنوعی ذہانت
اور روزگار کا مسئلہ

PAGE 06

آنیوالی صدیوں میں کیا ہونے والا ہے؟ نابینا نجومی بابا وانگا کی بڑی پیشگوئیاں سامنے آ گئیں

PAGE 09

امید رمضان" کی افطار میں خلیجی ممالک کے قونصل جنرلز کی شرکت

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

Over 200K+ Followers on social media now shining in print too

"حرفِ حق"

شیخ راشد عالم

عالمی طاقتوں کی نئی صف بندیاں اور پاکستان کا مثبت کردار

اکیسویں صدی کی بدلتی ہوئی عالمی سیاست ایک نئے مرحلے میں داخل ہو چکی ہے۔ سرد جنگ کے بعد جو یک قطبی نظام قائم ہوا تھا، اب وہ بتدریج کثیر قطبی دنیا میں ڈھل رہا ہے۔ طاقت کے مراکز تبدیل ہو رہے ہیں، اتحاد نئے سرے سے تشکیل پا رہے ہیں اور مفادات کی بنیاد پر عالمی صف بندیاں ازسرِنو مرتب ہو رہی ہیں۔ اس تمام منظرنامے میں حالیہ مشرقِ وسطیٰ کی کشیدگی، خصوصاً ایران، امریکا اور اسرائیل کے درمیان بڑھتی ہوئی تناؤ کی فضا نے عالمی سیاست کو مزید حساس بنا دیا ہے۔ اگرچہ یہ مکمل عالمی جنگ کی صورت اختیار نہیں کر سکی، تاہم اس کے اثرات عالمی صف بندیوں پر واضح طور پر محسوس کیے جا رہے ہیں۔

گزشتہ برسوں میں امریکہ اور چین کے درمیان اسٹریٹجک مسابقت نے عالمی سیاست کو نئی جہت دی۔ چین تیزی سے معاشی اور عسکری طاقت کے طور پر ابھرا ہے، جبکہ روس، یوکرین تنازع کے بعد مغربی اتحاد کے مقابل ایک نمایاں کردار میں سامنے آیا۔ یوں دنیا ایک ایسے مرحلے میں داخل ہو رہی ہے جہاں طاقت کا توازن مختلف خطوں میں تقسیم ہو رہا ہے۔ یورپ، ایشیا اور مشرقِ وسطیٰ سب اس نئی ترتیب کا حصہ ہیں۔

مشرقِ وسطیٰ کی حالیہ کشیدگی نے اس تبدیلی کو مزید نمایاں کیا ہے۔ ایران اور اسرائیل کے درمیان براہِ راست یا بالواسطہ کشمکش، اور اس میں امریکہ کی شمولیت یا حمایت، نے کئی ممالک کو اپنی پالیسیوں پر نظرِثانی پر مجبور کیا ہے۔ خلیجی ریاستیں ایک طرف اپنے سیکیورٹی مفادات کے تحت امریکہ سے روابط برقرار رکھے ہوئے ہیں تو دوسری جانب چین اور روس کے ساتھ معاشی تعاون بھی بڑھا رہی ہیں۔ یہ توازن کی پالیسی دراصل نئی عالمی صف بندیوں کی علامت ہے جہاں ریاستیں کسی ایک بلاک میں مکمل طور پر شامل ہونے کے بجائے مفادات کی بنیاد پر تعلقات استوار کر رہی ہیں۔

معاشی میدان میں بھی تبدیلی واضح ہے۔ BRICS جیسے اتحاد عالمی مالیاتی نظام میں متبادل بیانیہ پیش کر رہے ہیں۔ توانائی کے معاہدے، مقامی کرنسیوں میں تجارت، اور علاقائی تعاون کے نئے ماڈلز سامنے آ رہے ہیں۔ توانائی کی سیاست خصوصاً ایران اور خلیجی خطے کی صورتحال کے باعث عالمی معیشت پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ تیل کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ اور سپلائی چین کے خدشات نے عالمی منڈیوں کو محتاط بنا دیا ہے۔

ایسے حالات میں پاکستان کا کردار نہایت اہم ہو جاتا ہے۔ پاکستان ایک ذمہ دار ایٹمی طاقت اور جغرافیائی لحاظ سے اہم ملک ہے جو جنوبی ایشیا، وسطی ایشیا اور مشرقِ وسطیٰ کے درمیان پل کی حیثیت رکھتا ہے۔ چین کے ساتھ اسٹریٹجک تعاون اور سی پیک جیسے منصوبے پاکستان کو علاقائی رابطوں کا مرکز بناتے ہیں۔ دوسری طرف امریکہ کے ساتھ بھی پاکستان کے سفارتی اور تجارتی تعلقات موجود ہیں۔ یہی توازن پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی ستون ہے۔

ایران اور امریکہ کے درمیان کشیدگی کے تناظر میں پاکستان نے ہمیشہ محتاط اور متوازن مؤقف اپنایا ہے۔ پاکستان کی کوشش رہی ہے کہ خطے میں کشیدگی کم ہو اور مکالمے کا راستہ اختیار کیا جائے۔ پاکستان نہ تو کسی تصادم کا حصہ بننا چاہتا ہے اور نہ ہی کسی بلاک کی اندھی حمایت کرنا اس کی پالیسی ہے۔ یہی طرزِعمل اسے ایک ذمہ دار اور تعمیری ریاست کے طور پر پیش کرتا ہے۔

مزید برآں، پاکستان نے عالمی سطح پر امن کے قیام میں فعال کردار ادا کیا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے امن مشنز میں پاکستانی افواج کی شمولیت عالمی برادری میں پاکستان کے مثبت تشخص کو اجاگر کرتی ہے۔ اسی طرح اسلاموفوبیا کے خلاف آواز اٹھانا، ماحولیاتی تبدیلی جیسے عالمی مسائل پر مؤثر سفارت کاری کرنا، اور علاقائی استحکام کے لیے کوششیں جاری رکھنا پاکستان کی تعمیری سوچ کا مظہر ہے۔

نئی عالمی صف بندیوں میں معاشی استحکام بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ پاکستان اگر اپنی معیشت کو مضبوط کرے، برآمدات میں اضافہ کرے اور ٹیکنالوجی کے شعبے کو فروغ دے تو وہ عالمی نظام میں زیادہ باوقار مقام حاصل کر سکتا ہے۔ نوجوان آبادی، آئی ٹی انڈسٹری اور فری لانسنگ کے شعبے پاکستان کو عالمی ڈیجیٹل معیشت کا فعال حصہ بنا سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ توانائی اور زراعت میں خود کفالت پاکستان کو بیرونی دباؤ سے محفوظ رکھنے میں مدد دے سکتی ہے۔

پاکستان کو اس وقت جذباتی ردِعمل کے بجائے تدبر اور حکمت سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ عالمی طاقتوں کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی، خصوصاً ایران، اسرائیل اور امریکہ کے مابین تناؤ، ایک حساس معاملہ ہے۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ امن، مذاکرات اور علاقائی ہم آہنگی کی حمایت جاری رکھے۔ یہی پالیسی اسے تنازعات سے دور رکھتے ہوئے عالمی برادری میں ایک مثبت اور متوازن قوت کے طور پر ابھار سکتی ہے۔

آخر میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ عالمی طاقتوں کی نئی صف بندیاں ایک ناگزیر حقیقت ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ کی حالیہ صورتحال نے اس عمل کو تیز ضرور کیا ہے، مگر اس کے باوجود دنیا مکمل تقسیم کی طرف نہیں بلکہ مفادات کے توازن کی طرف بڑھ رہی ہے۔ پاکستان کے پاس موقع ہے کہ وہ اپنی جغرافیائی اہمیت، سفارتی بصیرت اور قومی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک مثبت، تعمیری اور باوقار کردار ادا کرے۔ اگر ہم داخلی استحکام، معاشی مضبوطی اور متوازن خارجہ پالیسی کو یقینی بنائیں تو بدلتی ہوئی عالمی سیاست میں پاکستان نہ صرف محفوظ رہے گا بلکہ ترقی کی نئی راہیں بھی ہموار کرے گا۔

جنگ کے اثرات

عالمی تیل سپلائی اور ایل این جی مارکیٹ کی مشکلات

پاکستان واچ رپورٹ

دنیا کی اہم بحری گزرگاہوں میں شمار ہونے والی آبنائے ہرمز، جس نے خلیج فارس کو خلیج عمان اور بحیرہ عرب سے جوڑا ہوا ہے، عالمی توانائی کی ترسیل کے لیے نہایت اہم مقام رکھتی ہے۔ حالیہ دنوں میں اس گزرگاہ کی ممکنہ بندش نے بین الاقوامی مارکیٹ میں تشویش کی لہر دوڑا دی ہے، کیونکہ یہ نہ صرف خام تیل بلکہ ایل این جی (LNG اور LPG) کی ترسیل کے لیے بھی کلیدی راستہ ہے۔ ماہرین کے مطابق، دنیا کے تقریباً 20 فیصد خام تیل کی ترسیل اسی راستے سے ہوتی ہے، اور عالمی ایل این جی تجارت کا تقریباً پانچواں حصہ بھی اسی آبی گزرگاہ سے گزرتا ہے۔

یونانی مرکز جہاز رانی کے مطابق، اگر آبنائے ہرمز بند ہو جاتی ہے تو عالمی جہاز رانی کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یورپ سے ایشیا آنے والے جہازوں کو بحیرہ روم میں روک دیا گیا ہے اور تجارتی بحری جہازوں کو نہر سوئز میں داخل نہ ہونے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی خلیج فارس میں موجود جہازوں نے اپنی لوکیشن بند کر دی ہے تاکہ ممکنہ خطرات سے بچا جا سکے۔ خلیج فارس میں موجود تقریباً ڈیڑھ سو آئل ٹینکرز اور کارگو جہاز پھنسے ہوئے ہیں، جن میں امریکی، اسرائیلی اور دیگر عالمی ممالک کے جہاز شامل ہیں۔ اس صورتحال میں نہ صرف جہاز اور ان کے عملے کو خطرہ ہے بلکہ بھاری مالی نقصان کا بھی سامنا ہے۔

تیل کی سپلائی متاثر ہونے کی وجہ سے عالمی مارکیٹ میں تیل کی قیمتیں بڑھنے کا خدشہ ہے۔ تجزیہ کاروں کے مطابق ایل پی جی کی قیمت 540 ڈالر سے بڑھ کر 750 ڈالر فی ٹن تک پہنچ سکتی ہے۔ اس کے علاوہ، عالمی معیشت پر بھی منفی اثرات مرتب ہونے کا امکان ہے، کیونکہ خام تیل اور ایل این جی کی قیمتوں میں اضافہ پیداوار اور نقل و حمل کے اخراجات میں اضافے کا سبب بن سکتا ہے۔

جہاز رانی اور تجارتی نقصان

آبنائے ہرمز کی بندش سے نہ صرف تیل بلکہ دیگر تجارتی سامان کی ترسیل بھی متاثر ہو رہی ہے۔ یونانی مرکز جہاز رانی کے مطابق، بحیرہ روم اور خلیج فارس میں رکے ہوئے جہازوں کو بھاری مالی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ جہازوں کے پھنسنے سے مال

بردار شپنگ کمپنیوں کو لاکھوں ڈالر کا نقصان ہو رہا ہے، کیونکہ ہر روز جہاز رکے رہنے کی صورت میں کرایہ، عملے کے اخراجات اور دیگر لاگتیں بڑھ جاتی ہیں۔

جہاز رانی کے ماہرین کا کہنا ہے کہ آبنائے ہرمز میں رکاوٹ نہ صرف تجارتی جہازوں بلکہ عالمی تجارت میں بھی رکاوٹ پیدا کر سکتی ہے۔ خلیج فارس میں موجود جہازوں کی حرکت رک جانے سے عالمی تیل اور ایل این جی کی ترسیل میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، جو عالمی توانائی کی قیمتوں میں اضافہ کا سبب بنتی ہے۔

عالمی توانائی مارکیٹ پر اثرات

عالمی توانائی مارکیٹ میں آبنائے ہرمز کی بندش کے اثرات نمایاں ہوں گے۔ خام تیل کی سپلائی متاثر ہونے سے برآمد کنندہ ممالک کو مالی نقصان ہو سکتا ہے اور درآمد کنندگان کو توانائی کی بڑھتی قیمتوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ایل پی جی کی قیمت میں اضافہ صارفین کے لیے اضافی مالی بوجھ پیدا کرے گا، اور صنعتی پیداوار پر بھی منفی اثرات مرتب ہوں گے۔

عالمی ماہرین کے مطابق، اگر یہ صورتحال طویل عرصے تک جاری رہی تو تیل کی عالمی قیمتیں تاریخی سطحوں تک پہنچ سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ، ایل این جی کی قیمتوں میں بھی غیر معمولی اضافہ ممکن ہے، جس سے توانائی کی ترسیل کے دیگر ذرائع پر بھی دباؤ پڑ سکتا ہے۔

سیاسی اور عالمی معیشتی اثرات

آبنائے ہرمز کی بندش صرف تجارتی اور توانائی کے شعبے تک محدود نہیں ہے بلکہ عالمی سیاسی ماحول اور معیشت پر بھی اثر ڈالتی ہے۔ خلیج فارس میں رکے ہوئے جہاز اور ان کے عملے کا تحفظ ایک حساس مسئلہ ہے، جس سے عالمی طاقتیں اور علاقائی ممالک بھی براہ راست متاثر ہو سکتے ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل سمیت دنیا کے دیگر اہم ممالک کی جہاز رانی پر پابندی عالمی سیاسی توازن کو بھی متاثر کر سکتی ہے۔

عالمی مالیاتی مارکیٹ میں بھی ہرمز کی بندش کے اثرات محسوس کیے جائیں گے۔ سرمایہ کار توانائی کی بڑھتی قیمتوں اور عالمی سپلائی چین میں خلل کے پیش نظر محتاط رویہ اختیار کر سکتے ہیں۔ بین الاقوامی اسٹاک مارکیٹس میں تیل اور توانائی کمپنیوں کے حصص کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ دیکھنے کو مل سکتا ہے۔

متبادل راستے اور عالمی اقدامات

ماہرین کا کہنا ہے کہ آبنائے ہرمز کی بندش کے دوران متبادل راستے تلاش کرنا ناگزیر ہے۔ نہر سوئز اور دیگر بحری راستے محدود ہیں، اور ان کے ذریعے عالمی تیل اور ایل این جی کی ترسیل میں وقت اور لاگت میں اضافہ ہوگا۔ اس کے علاوہ، جہازوں کو خلیج فارس میں محفوظ مقام پر منتقل کرنا اور وہاں سے توانائی کی ترسیل کے لیے متبادل انتظامات کرنا عالمی حکومتوں اور شپنگ کمپنیوں کے لیے ترجیحی مسئلہ ہے۔

عالمی طاقتیں اور توانائی کی بڑی کمپنیاں اس وقت شدید نگرانی میں ہیں تاکہ تیل اور ایل این جی کی سپلائی میں خلل کو کم سے کم کیا جا سکے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ فوری اقدامات نہ کیے گئے تو عالمی توانائی کی قیمتیں مزید بلند ہو سکتی ہیں اور بین الاقوامی تجارتی نظام متاثر ہو سکتا ہے۔

صارفین اور صنعتی شعبے پر اثرات

ایل پی جی اور ایل این جی کی قیمتوں میں اضافہ عام صارفین کے بجٹ پر اثر ڈالے گا۔ گھریلو صارفین کے لیے ایل پی جی کی بڑھتی قیمتیں توانائی کی دیگر ضروریات کے لیے مالی دباؤ پیدا کریں گی۔ صنعتی شعبے میں پیداوار کے اخراجات بڑھیں گے، جس سے مصنوعات کی قیمتوں میں اضافہ ممکن ہے۔ خاص طور پر توانائی پر منحصر صنعتوں کو اس صورتحال سے شدید نقصان پہنچ سکتا ہے۔

عالمی توانائی کا انحصار اور ہرمز کی اہمیت

آبنائے ہرمز کی اہمیت اس حقیقت میں مضمر ہے کہ یہ خلیج فارس کو بحیرہ عمان اور بحیرہ عرب سے ملاتی ہے، جس سے دنیا کے بڑے توانائی پیدا کرنے والے ممالک کی خام تیل اور ایل این جی کی ترسیل ممکن ہوتی ہے۔ تقریباً 20 فیصد خام تیل اور پانچواں حصہ عالمی ایل این جی تجارت اسی راستے سے گزرتا ہے۔ اس لیے اگر یہ راستہ بند ہو جائے تو عالمی توانائی کی ترسیل میں شدید خلل پیدا ہو سکتا ہے۔

نتیجہ اور عالمی توقعات

موجودہ صورتحال میں، عالمی مارکیٹ، حکومتیں اور شپنگ کمپنیاں آبنائے ہرمز کی بندش کے ممکنہ اثرات کا جائزہ لے رہی ہیں۔ خلیج فارس میں رکے ہوئے جہاز، عملے کی حفاظت، توانائی کی قیمتوں میں اضافہ اور تجارتی نقصان سب عالمی اقتصادی منظرنامے کو متاثر کر رہے ہیں۔ اگرچہ فوری اقدامات کیے جائیں تو نقصان کو کم کیا جا سکتا ہے، لیکن ماہرین کے مطابق یہ صورتحال عالمی توانائی کی مارکیٹ میں طویل مدتی اثرات مرتب کر سکتی ہے۔

عالمی تجزیہ کار توقع کر رہے ہیں کہ ایل پی جی کی قیمت 540 ڈالر سے بڑھ کر 750 ڈالر فی ٹن تک پہنچ سکتی ہے اور خام تیل کی عالمی قیمتیں بھی بلند سطح پر پہنچ سکتی ہیں۔ یہ صورتحال نہ صرف توانائی کی مارکیٹ بلکہ عالمی معیشت کے دیگر شعبوں، جیسے شپنگ، تجارتی نقل و حمل اور صنعتی پیداوار، پر بھی منفی اثر ڈالے گی۔

آنیوالی صدیوں میں کیا ہونے والا ہے؟

نابینا نجومی باباوانگا کی بڑی پیشگوئیاں سامنے آگئیں

پاکستان واچ نیوز رپورٹ

بلغاریہ کے نابینا نجومی آنجہانی بابا وانگا اپنی وفات (1996) کے بعد بھی خبروں اور سوشل میڈیا پر موضوع بحث بنی رہتی ہیں۔ان کے ماننے والوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے قدرتی آفات، عالمی سیاسی ہلچل اور حتیٰ کہ انسانیت کے انجام تک کی پیشگوئیاں کیں۔یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ بابا وانگا نے اپنی پیشگوئیاں خود تحریری صورت میں محفوظ نہیں کیں بلکہ ان سے منسوب زیادہ تر باتیں ان کے قریبی افراد اور پیروکاروں نے بعد میں قلم بند کیں۔ان کے ماننے والوں کے مطابق انہوں نے سال بہ سال 5079 تک کے واقعات کی پیشگوئی کی۔

2026ء کی پیشگوئیاں

2026 میں انہوں نے خلائی مخلوق سے رابطے اور قدرتی آفات سے متعلق پیش گوئی کر رکھی ہے، دعویٰ کیا جاتا ہے کہ نومبر 2026ء میں انسانیت کا کسی بڑی خلائی مخلوق یا اجنبی جہاز سے سامنا ہوسکتا ہے، جو زمین پر اترے گا، اسی سال کے دوران شدید زلزلوں، موسمی شدت، قحط سالی اور آگ سے متعلق تباہ کن واقعات کی پیشگوئی بھی منسوب کی جاتی ہے۔

2028: سیارہ زہرہ کی تلاش

بابا وانگا سے منسوب دعوؤں کے مطابق 2028 تک انسان توانائی کے متبادل ذرائع کی تلاش میں سیارہ زہرہ کی جانب پیش رفت کرے گا، حالانکہ سائنسی طور پر یہ سیارہ زندگی کے لیے موزوں نہیں سمجھا جاتا۔

2033: قطبین کا پگھلنا

کہا جاتا ہے کہ 2033 میں زمین کے منجمد قطبی علاقے پگھلنا شروع ہو جائیں گے، جس سے سمندروں کی سطح خطرناک حد تک بلند ہو جائے گی۔

2076: کمیونزم کی واپسی

ایک اور پیش گوئی کے مطابق 2076 میں دنیا بھر میں کمیونزم دوبارہ پھیل جائے گا اور کئی ممالک اس نظام کو اختیار کریں گے۔

2130: پہلی باضابطہ خلائی مخلوق سے ملاقات

پیروکاروں کا دعویٰ ہے کہ 2130ء میں انسانوں کا باقاعدہ طور پر خلائی مخلوق سے رابطہ قائم ہوگا۔

2170: عالمی سطح پر پانی کی قلت

موسمیاتی تبدیلیوں کے باعث دنیا کے بڑے حصے میں پانی کی شدید کمی پیدا ہو جائے گی، جو انسانیت کے لیے بڑا بحران ثابت ہوگی۔

3005: مریخ کی جنگ

ایک حیران کن دعویٰ یہ بھی ہے کہ زمین اور مریخ کے درمیان جنگ ہوگی، تاہم اس بارے میں مزید تفصیلات موجود نہیں۔

3797: انسانیت کا پہلا اختتام

ان پیشگوئیوں کے مطابق زمین زندگی کے قابل نہیں رہے گی اور جو انسان زندہ بچیں گے انہیں زمین چھوڑنا پڑے گی۔

5079: انسانیت کا آخری انجام

باباوانگا سے منسوب آخری پیش گوئی کے مطابق 5079ء میں انسانیت کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا۔

> 2028 تک انسان توانائی کے متبادل ذرائع کی تلاش میں سیارہ زہرہ کی جانب پیش رفت کرے گا، حالانکہ سائنسی طور پر یہ سیارہ زندگی کے لیے موزوں نہیں سمجھا جاتا۔2076 میں دنیا بھر میں کمیونزم دوبارہ پھیل جائیگا اور کئی ممالک اس نظام کو اختیار کریں گے۔

پاکستانی فری لانسرز کا ڈیجیٹل دھماکا

ایک ارب ڈالر کے برآمدی کلب میں جلد شامل ہونے کیلئے تیار

پاکستان واچ رپورٹ

پاکستان میں فری لانسنگ کا شعبہ تیزی سے ترقی کر رہا ہے اور ملکی معیشت میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ حالیہ اعداد و شمار کے مطابق، رواں مالی سال کے اختتام تک پاکستانی فری لانسرز ایک ارب ڈالر کے برآمدی کلب کا حصہ بننے کی طرف گامزن ہیں۔ یہ کامیابی نہ صرف فری لانسرز کے ذاتی اور پیشہ ورانہ معیار کی عکاس ہے بلکہ پاکستان کی عالمی مارکیٹ میں بڑھتی ہوئی موجودگی کو بھی ظاہر کرتی ہے۔

گزشتہ سال کی کامیابی

پاکستان فری لانسز ایسوسی ایشن کے بانی چیئرمین، ابراہیم امین، کے مطابق، گزشتہ مالی سال کے دوران پاکستانی فری لانسرز نے 70 کروڑ ڈالر کی کمائی کی تھی۔ اس سال کی پہلی ششماہی میں ہی یہ آمدنی 55 کروڑ ڈالر سے تجاوز کر چکی ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ فری لانسنگ کا شعبہ انتہائی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اگر یہی رفتار برقرار رہی تو رواں سال کے اختتام تک پاکستانی فری لانسرز ایک ارب ڈالر کے کلب میں شامل ہو جائیں گے، جو ایک تاریخی سنگ میل ہوگا۔

فری لانسرز کے سامنے چیلنجز

ابراہیم امین نے بتایا کہ فری لانسرز کو بیرون ملک سے ترسیلات منگوانے میں کچھ مشکلات کا سامنا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ 10 سال سے ایک ہی غیر ملکی مالیاتی ادارہ فری لانسرز کو خدمات فراہم کر رہا ہے۔ اس ایک طرفہ صورتحال کی وجہ سے فری لانسرز کو متعدد مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسے:

رقوم کی منتقلی میں تاخیر – چونکہ صرف ایک ہی مالیاتی ادارہ خدمات فراہم کر رہا ہے، اس لیے اکثر فری لانسرز کو رقم وصول کرنے میں دیر ہو جاتی ہے۔

اعتماد اور سیکیورٹی کے مسائل – غیر ملکی ادارے کی محدود خدمات کی وجہ سے بعض اوقات مالیاتی سیکیورٹی پر بھی سوال اٹھتے ہیں۔

شرح تبادلہ میں غیر یقینی صورتحال – غیر ملکی مالیاتی ادارے کے ساتھ محدود رابطے کی وجہ سے کرنسی کی شرح اور ادائیگی کے طریقے اکثر غیر مستحکم رہتے ہیں۔

ایسوی ایشن نے تجویز دی ہے کہ حکومت، اسٹیٹ بینک اور مالیاتی اداروں کو بیرون ملک سے رقوم منتقلی کے لیے نئے شراکت دار کی تلاش کرنی چاہیے۔ اس سے نہ صرف فری لانسرز کی مشکلات کم ہوں گی بلکہ پاکستان کی فری لانسنگ انڈسٹری کی عالمی سطح پر ساکھ بھی مضبوط ہوگی۔

حکومت اور مالیاتی اداروں کا کردار

ابراہیم امین نے زور دیا کہ حکومت کو چاہیے کہ وہ فری لانسرز کو وہی اہمیت دے جو سرفہرست برا?مد کنندگان کو دی جاتی ہے۔ موجودہ حالات میں فری لانسرز ملکی معیشت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں، اور ان کی کامیابی براہ راست پاکستان کے معاشی فوائد میں اضافہ کرتی ہے۔

حکومت کی سطح پر اقدامات درج ذیل ہو سکتے ہیں:

بین الاقوامی کانفرنسز اور نمائشوں میں شرکت – فری لانسرز کو دیگر شعبوں کی طرح بیرون ملک کانفرنسز اور نمائشوں میں حصہ لینے کے مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ وہ اپنی خدمات عالمی مارکیٹ میں بہتر طور پر فروخت کر سکیں۔

تربیتی پروگرامز اور ورکشاپس – جدید ٹیکنالوجی، مارکیٹنگ اور کاروباری حکمت عملی کے حوالے سے فری لانسرز کو تربیت فراہم کی جائے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بڑھا سکیں۔

کمپنی بنانے کی حوصلہ افزائی – فری لانسرز کو اپ گریڈ کر کے کمپنی یا اسٹارٹ اپ بنانے کی جانب راغب کرنے کے لیے حکومتی سطح پر اقدامات ضروری ہیں۔ اس سے نہ صرف روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں گے بلکہ ملک کی برا?مدی معیشت میں بھی اضافہ ہوگا۔

فری لانسرز کی ترقی کے لیے جدید ٹیکنالوجی کی اہمیت

ابراہیم امین کے مطابق، فری لانسرز کو ترقی دینے کے لیے انہیں جدید غیر ملکی ٹیکنالوجی سے متعلق آگاہی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ عالمی مارکیٹ میں مقابلہ بہت سخت ہے، اور جدید ٹولز، سافٹ ویئر اور ورک فلو کی معلومات کے بغیر فری لانسرز اپنی قابلیت کو مکمل طور پر ظاہر نہیں کر سکتے۔

مثال کے طور پر، گرافک ڈیزائن، ویب ڈویلپمنٹ، ڈیجیٹل مارکیٹنگ اور آئی ٹی سروسز کے شعبے میں عالمی معیار کے سافٹ ویئر کی معلومات رکھنے والے فری لانسرز بہتر پراجیکٹس حاصل کر سکتے ہیں اور زیادہ قیمت وصول کر سکتے ہیں۔ اسی طرح، جدید کمیونیکیشن اور پروجیکٹ مینجمنٹ ٹولز کے استعمال سے وہ اپنے کلائنٹس کے ساتھ تعلقات مضبوط کر سکتے ہیں۔

فری لانسنگ اور ملکی معیشت

فری لانسنگ کا شعبہ پاکستان کی معیشت میں ایک اہم ستون بن چکا ہے۔ یہ نہ صرف درآمدات پر انحصار کم کرتا ہے بلکہ بیرون ملک سے براہ راست آمدنی بھی لاتا ہے۔ پاکستانی فری لانسرز کی مجموعی آمدنی میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے، اور اس کی وجہ ان کی ہنرمندی، محنت اور جدید تکنیکی صلاحیتیں ہیں۔

روزگار کے مواقع – فری لانسنگ نوجوانوں کو گھر بیٹھے کام کرنے اور عالمی سطح پر کمائی کرنے کے مواقع فراہم کرتی ہے۔

معاشرتی اثرات – فری لانسرز کی کامیابی خاندانوں اور کمیونٹیز پر مثبت اثر ڈالتی ہے، کیونکہ یہ آمدنی براہ راست گھروں میں منتقل ہوتی ہے۔

معاشی استحکام – ملکی معیشت میں غیر ملکی کرنسی کے ذخائر بڑھانے میں فری لانسرز کا اہم کردار ہے۔

فری لانسنگ کے مستقبل کے امکانات

پاکستانی فری لانسرز کے مستقبل کے امکانات روشن ہیں، لیکن اس کے لیے چند اہم اقدامات ضروری ہیں:

بین الاقوامی مارکیٹ تک رسائی – زیادہ کلائنٹس حاصل کرنے کے لیے فری لانسرز کو عالمی پلیٹ فارمز پر زیادہ نمایاں ہونا ہوگا۔

مالیاتی نظام میں شراکت داری – نئی مالیاتی سہولتوں کے ذریعے بین الاقوامی ادائیگیاں آسان بنائی جائیں تاکہ فری لانسرز کی رقوم بروقت اور محفوظ طریقے سے منتقل ہوں۔

تعلیمی اور تربیتی پروگرامز – فری لانسنگ سے وابستہ نوجوانوں کو تربیت دینے کے لیے تعلیمی اداروں اور پرائیویٹ سیکٹر کے تعاون کی ضرورت ہے۔

حکومتی حوصلہ افزائی – ٹیکس فوائد، سبسڈیز اور دیگر سہولیات کے ذریعے فری لانسرز کو مزید ترقی دینے کی ضرورت ہے۔

عالمی سطح پر پاکستانی فری لانسرز کی پہچان

پاکستانی فری لانسرز نے عالمی مارکیٹ میں اپنی پہچان قائم کر لی ہے۔ متعدد پاکستانی نوجوان مختلف شعبوں میں بین الاقوامی معاہدے کر چکے ہیں، اور ان کی خدمات عالمی معیار کی سمجھی جاتی ہیں۔ اگر حکومت اور متعلقہ ادارے فری لانسرز کی حوصلہ افزائی کریں تو یہ شعبہ مزید تیزی سے ترقی کرے گا اور پاکستان کو فری لانسنگ کی عالمی فہرست میں سرفہرست رکھے گا۔

پاکستانی فری لانسرز کی یہ کامیابی محض ذاتی کامیابی نہیں بلکہ ملک کی اقتصادی ترقی کی علامت بھی ہے۔ ایک ارب ڈالر کے برآمدی کلب میں شامل ہونے کا امکان نہ صرف پاکستانی فری لانسرز کی صلاحیتوں کو اجاگر کرتا ہے بلکہ یہ ملک کی عالمی سطح پر بڑھتی ہوئی اقتصادی موجودگی کا بھی ثبوت ہے۔

تاہم، اس کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ حکومت، مالیاتی ادارے اور فری لانسرز خود مل کر کام کریں۔ نئے مالیاتی شراکت داروں کی تلاش، جدید ٹیکنالوجی کی تربیت، بین الاقوامی کانفرنسز میں شرکت، اور کمپنی بنانے کی حوصلہ افزائی فری لانسنگ کو مزید مضبوط اور پائیدار بنا سکتی ہے۔

پاکستانی فری لانسرز کی کامیابی ایک مثبت پیغام ہے کہ محنت، ہنر اور مناسب حکومتی معاونت سے نوجوان نہ صرف ذاتی ترقی حاصل کر سکتے ہیں بلکہ ملک کی اقتصادی ترقی میں بھی نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں۔

نشیب و فراز

نشید آفاقی

مصنوعی ذہانت اور روزگار کا مسئلہ

دنیا ایک ایسے دوراہے پر کھڑی ہے جہاں ٹیکنالوجی کی رفتار انسانی سوچ سے بھی آگے نکلتی دکھائی دیتی ہے۔ مصنوعی ذہانت (AI) اب محض سائنسی افسانوں کا موضوع نہیں رہی بلکہ یہ ہماری روزمرہ زندگی، کاروبار، تعلیم اور حکمرانی تک میں داخل ہو چکی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا مصنوعی ذہانت انسان کا روزگار چھین لے گی یا نئے مواقع پیدا کرے گی؟ یہی وہ بنیادی بحث ہے جو آج عالمی سطح پر جاری ہے۔

مصنوعی ذہانت سے مراد وہ کمپیوٹر سسٹمز ہیں جو انسانی ذہانت کی نقل کرتے ہوئے سیکھ سکتے ہیں،

فیصلے کر سکتے ہیں اور پیچیدہ مسائل حل کر سکتے ہیں۔ بینکنگ سے لے کر صحت کے شعبے تک، فیکٹریوں سے لے کر میڈیا ہاؤسز تک، ہر جگہ خودکار نظام تیزی سے جگہ بنا رہے ہیں۔ بڑے بڑے ادارے اخراجات کم کرنے اور کارکردگی بڑھانے کے لیے مشین لرننگ اور آٹومیشن کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ نتیجتاً وہ کام جو پہلے انسان انجام دیتے تھے، اب مشینیں سنبھال رہی ہیں۔

روزگار کے حوالے سے سب سے بڑا خدشہ یہی ہے کہ کم مہارت رکھنے والے افراد سب سے پہلے متاثر ہوں گے۔ مثال کے طور پر ڈیٹا انٹری، کسٹمر سروس، کیشیئرز، اور فیکٹری ورکرز جیسے شعبوں میں خودکار نظام پہلے ہی انسانی افرادی قوت کی جگہ لے رہے ہیں۔ چیٹ بوٹس کسٹمر سروس نمائندوں کی جگہ لے رہے ہیں، جبکہ روبوٹس مینوفیکچرنگ یونٹس میں مسلسل کام کر رہے ہیں۔ اس صورت حال نے خاص طور پر ترقی پذیر ممالک کے لیے تشویش پیدا کی ہے جہاں آبادی کا بڑا حصہ کم ہنر مند مزدوروں پر مشتمل ہے۔

لیکن تصویر کا دوسرا رخ بھی اتنا ہی اہم ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہر صنعتی انقلاب نے ابتدا میں بے روزگاری کا خوف پیدا کیا، مگر بعد میں نئے شعبے اور نئی مہارتیں سامنے آئیں۔ بھاپ کے انجن نے گھوڑا گاڑیوں کا دور ختم کیا تو آٹوموبائل انڈسٹری وجود میں آئی۔ اسی طرح کمپیوٹر نے کئی روایتی دفتری نوکریاں ختم کیں، مگر آئی ٹی کے بے شمار مواقع پیدا ہوئے۔ مصنوعی ذہانت بھی ممکنہ طور پر ایسی ہی تبدیلی لا سکتی ہے۔

آج ڈیٹا سائنس، سائبر سیکیورٹی، اے آئی انجینئرنگ، روبوٹکس، اور ڈیجیٹل مارکیٹنگ جیسے شعبے تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ فری لانسنگ پلیٹ فارمز نے دنیا بھر کے نوجوانوں کو عالمی مارکیٹ تک رسائی دی ہے۔ اگر تعلیمی نظام بروقت جدید مہارتوں کی تربیت فراہم کرے تو نوجوان نسل اس تبدیلی کو خطرہ نہیں بلکہ موقع بنا سکتی ہے۔

پاکستان جیسے ممالک کے لیے یہ چیلنج دوہرا ہے۔ ایک طرف نوجوانوں کی بڑی آبادی ہے جو روزگار کی تلاش میں ہے، دوسری طرف تعلیمی ڈھانچہ ابھی تک روایتی نصاب پر انحصار کرتا ہے۔ اگر ہم نے بروقت ڈیجیٹل مہارتوں، پروگرامنگ، اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو فروغ نہ دیا تو عالمی مسابقت میں پیچھے رہ جانے کا خدشہ ہے۔ اس کے برعکس اگر پالیسی ساز درست حکمت عملی اپنائیں تو یہی نوجوان آبادی ملک کی سب سے بڑی طاقت بن سکتی ہے۔

مصنوعی ذہانت صرف نوکریاں ختم نہیں کرتی بلکہ کام کی نوعیت بھی بدل دیتی ہے۔ مستقبل میں انسان اور مشین کا اشتراک عام ہوگا۔ ڈاکٹر تشخیص میں اے آئی کی مدد لیں گے، وکیل قانونی تحقیق میں خودکار نظام استعمال کریں گے، اور صحافی ڈیٹا اینالیسس کے لیے الگورتھمز پر انحصار کریں گے۔ یعنی مکمل خاتمہ نہیں بلکہ کردار کی تبدیلی زیادہ نمایاں ہوگی۔

یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ مصنوعی ذہانت تخلیقی اور جذباتی صلاحیتوں کا مکمل متبادل نہیں بن سکتی۔ انسانی ہمدردی، اخلاقی فیصلہ سازی، قیادت اور تخلیقی سوچ وہ اوصاف ہیں جو اب بھی انسان کو مشین سے ممتاز کرتے ہیں۔ لہٰذا تعلیم اور تربیت کا رخ صرف تکنیکی مہارت تک محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ تنقیدی سوچ، اخلاقیات اور تخلیقی صلاحیتوں پر بھی توجہ دینی چاہیے۔

حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی پالیسیاں ترتیب دیں جو ٹیکنالوجی کے فوائد کو عام کریں اور اس کے منفی اثرات کو کم کریں۔ سوشل سیفٹی نیٹ، فنی تربیتی پروگرامز، اور ری اسکلنگ منصوبے بے روزگار ہونے والے افراد کے لیے سہارا بن سکتے ہیں۔ بعض ممالک بنیادی آمدنی جیسے تصورات پر بھی غور کر رہے ہیں تاکہ آٹومیشن کے دور میں معاشی استحکام برقرار رکھا جا سکے۔

کاروباری اداروں کو بھی صرف منافع کے بجائے سماجی ذمہ داری کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ اگر کمپنیاں ملازمین کو نئی مہارتیں سکھانے میں سرمایہ کاری کریں تو نہ صرف ادارے کو فائدہ ہوگا بلکہ معاشرہ بھی مستحکم رہے گا۔ بصورت دیگر دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں تک محدود ہو سکتا ہے جو معاشرتی ناہمواری کو بڑھا دے گا۔

میڈیا اور دانشوروں کا کردار بھی اہم ہے۔ خوف اور سنسنی پھیلانے کے بجائے متوازن گفتگو ضروری ہے۔ عوام کو یہ سمجھانا ہوگا کہ تبدیلی ناگزیر ہے، مگر اس کا مقابلہ تیاری اور حکمت سے کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم نے صرف خطرات کو دیکھا اور مواقع سے آنکھیں چرا لیں تو نقصان ہمارا اپنا ہوگا۔

آخر میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ مصنوعی ذہانت نہ مکمل طور پر دشمن ہے اور نہ ہی نجات دہندہ۔ یہ ایک طاقتور ذریعہ ہے جس کا اثر اس بات پر منحصر ہے کہ ہم اسے کس طرح استعمال کرتے ہیں۔ اگر ہم تعلیم، تحقیق اور پالیسی سازی میں دور اندیشی اختیار کریں تو یہ ٹیکنالوجی معاشی ترقی، بہتر صحت، مؤثر حکمرانی اور عالمی مسابقت میں اضافہ کر سکتی ہے۔ لیکن اگر ہم نے غفلت برتی تو بے روزگاری اور معاشی ناہمواری جیسے مسائل شدت اختیار کر سکتے ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مصنوعی ذہانت کو خوف کی نگاہ سے نہیں بلکہ تیاری کی نظر سے دیکھیں۔ نئی مہارتیں سیکھیں، نوجوانوں کو جدید تعلیم دیں، اور ایسے نظام قائم کریں جو انسان اور مشین کے درمیان توازن پیدا کریں۔ مستقبل اُنہی قوموں کا ہوگا جو تبدیلی کو سمجھ کر اسے اپنے حق میں ڈھال لیں گی۔ مصنوعی ذہانت کا دور آ چکا ہے، اب فیصلہ ہمیں کرنا ہے کہ ہم اس کے تماشائی بنیں گے یا معمار۔

''امیدِ رمضان'' کی افطار میں خلیجی ممالک کے قونصل جنرلز کی شرکت، آئی ٹی طلبہ کی تعداد ایک لاکھ کرنے کا اعلان

سندھ گورنر ہاؤس میں بعنوان "امید رمضان" رمضان المبارک کے موقع پر افطار و ڈنر کا اہتمام کیا گیا، جس میں خلیجی برادر ممالک کے قونصل جنرلز، سیاسی، مذہبی اور سماجی شخصیات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ تقریب میں سعودیہ عرب کے قونصل جنرل فلاح الرتیلی، عمان کے قونصل جنرل سمیع الحجاری، قطر کے قونصل جنرل نائف شاہین السلیطی، بحرین کے قونصل جنرل عبداللہ، جبکہ یو اے ای اور کویت کے وائس قونصل جنرلز نے بھی خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر ایم کیو ایم کے سینئر مرکزی رہنما ڈاکٹر فاروق ستار، ڈاکٹر مفتی

کا
مظہر ہے، جن کا
شرکاء نے پرجوش تالیاں بجاکر

عوامی
خدمت کا سفر
جاری رہے گا۔ "ہم ڈرنے والے نہیں، سازشیں ہوتی رہتی ہیں لیکن کامیاب ہمیشہ عوامی خدمت کی کوششیں ہوتی ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ وہ تفریق کی سیاست پر یقین نہیں رکھتے اور سب کو پاکستانی سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کا ہاری ان کے دل کے قریب ہے تاہم کچھ عناصر قوم پرستی کے نام

گی۔ گورنر سندھ نے اعلان کیا کہ آئی ٹی پروگرام میں طلبہ کی تعداد پچاس ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ کی جارہی ہے۔ گزشتہ سال گیارہ ہزار لیپ ٹاپ تقسیم کیے گئے تھے، اس سال بائیس ہزار لیپ ٹاپ دیے جائیں گے۔ اسی طرح موٹر بائیکس کی تعداد نو ہزار سے بڑھا کر پندرہ ہزار کی جارہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اب تک آئی ٹی پروگرام صرف کراچی تک محدود تھا، تاہم اب اسے سندھ کے تمام اضلاع تک توسیع دی جائے گی۔ عمان کے قونصل جنرل نے گورنر سندھ کے تعلیمی اور فلاحی اقدامات کی بھی تعریف کی، خاص طور پر آئی ٹی پروگرام کے تحت طلبہ کی تعداد ایک لاکھ کرنے کے اقدام کو خوش آئند قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ سہولت عوام کے لیے نہایت فائدہ مند اور خوش آئند ہے، جو نوجوانوں کے تعلیمی مواقع کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرے گی۔ بعد ازاں گورنر سندھ کی موجودگی میں کویت اور یو اے ای کے وائس قونصل جنرل، بحرین، قطر، سعودی عرب اور

نعمان نعیم اور دیگر اہم شخصیات بھی موجود تھیں۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا۔ حافظ جلال نے تلاوت کی سعادت حاصل کی جبکہ حافظ انس نذیر اور حافظ ولید حسن نے نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کرکے روح پرور سماں باندھ دیا۔ عمان سے تعلق رکھنے والے غسان نے عربی زبان میں خطاب کرتے ہوئے گورنر سندھ کامران خان ٹیسوری کے فلاحی و تعلیمی اقدامات کو سراہا اور انہیں نوجوانوں کے روشن مستقبل کے لیے امید افزا قرار دیا۔ افطار ڈنر سے خطاب کرتے ہوئے گورنر سندھ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ رمضان المبارک کا ساتواں روزہ سب نے مل کر ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج کی تقریب خصوصی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ دوست ممالک کے قونصل جنرلز کی شرکت باہمی تعلقات اور خیر سگالی

استقبال کیا۔ گورنر سندھ نے اعلان کیا کہ تقریب میں چھ پلاٹوں کی قرعہ اندازی کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ سندھ میں بسنے والی تمام قومیتیں سندھی، بلوچی، پنجابی، خیبر پختونخوا، گلگت بلتستان اور مہاجر برادری سب ان کے لیے برابر ہیں اور وہ سب کے مسائل کے حل کے لیے آواز بلند کرتے رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ گورنر ہاؤس کے دروازے ہمیشہ عوام کے لیے کھلے رہیں گے اور پر سیاست چمکانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے خوشگوار انداز میں کہا کہ قادر مگسی اگر گورنر ہاؤس آئیں گے تو انہیں پکوڑے کھلائیں گے اور رمضان کے بعد آئیں گے تو حلیم اور جلیبیاں پیش کی جائیں عمان کے قونصل جنرلز نے اسمارٹ سٹی کے چھ پلاٹوں کی قرعہ اندازی کی، قرعہ اندازی میں تھرپارکر، پنجاب اور شہر کراچی کے خوش نصیب شہریوں کے نام نکلے۔

یونیورسٹی روڈ کی صورتحال بدترین، گندے پانی اور گڑھوں میں حادثات معمول بن گئے

شہریوں نے اپیل کی ہے کہ ان مقامات کا مرمتی کام فوری مکمل کیا جائے تاکہ حادثات سے بچا جاسکے

یونی ورسٹی روڈ کی صورت حال بدترین ہوگئی ہے جہاں گزشتہ چند برسوں سے زیرِ تعمیر ریڈ لائن کی وجہ بنے ہوئے گڑھے گندا پانی جمع ہونے کی وجہ سے شہریوں کے لیے موت کے کنویں کا منظر پیش کر رہے ہیں اور حادثات معمول بن گئے ہیں۔ یونی ورسٹی روڈ

پر ریڈ لائن کی تعمیرات گزشتہ ساڑھے چار سال سے جاری ہے اور منصوبے کی فوری تکمیل کے امکانات نہیں ہیں جبکہ ملیر ہالٹ سے نمائش چورنگی تک سڑک کی

حالت بدترین ہوگئی ہے جگہ جگہ بڑے بڑے گڑھے پڑے ہوئے جس میں شہری گر رہے ہیں۔ دوسری جانب حسن اسکوائر سے جیل چورنگی جانے والے راستے میں سیوریج کا پانی جمع ہوا ہے اور اسی مقام پر بڑے بڑے گڑھے پڑے ہوئے ہے جہاں

موٹر سائیکل سوار اور رکشے گرنے کے واقعات معمول بن چکے ہیں۔ میڈیا کی ٹیم جب اس مقام کی کوریج کررہی تھی تو اس دوران ایک رکشہ ایسے ہی ایک گڑھے میں گرا اور چند ہی لمحے بعد ایک اور رکشہ اسی گڑھے میں گرا جس میں خواتین سوار تھیں جن کو شہریوں نے فوری طور مدد فراہم کی۔ اسی دوران ایک موٹر سائیکل سوار اس گڑھے میں گر کر زخمی ہوگیا، جس کے بعد فوری طور ایک اس مقام پر لکڑیاں لگا کر راستہ بند کردیا گیا تاکہ مزید کوئی حادثہ رونما نہ ہو۔ یونی ورسٹی روڈ پر بھی ایسی ہی صورت حال جگہ جگہ دیکھنے کو ملی وہاں موجود شہریوں نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ صورت حال کئی دنوں سے ہے، پانی جمع ہے اور اس کے نیچے بڑے بڑے گڑھے ہیں جس کا شہریوں کو اندازہ نہیں ہوتا اور وہ حادثے کا شکار ہوجاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ انتظامیہ اس حوالے سے کوئی اقدامات نہیں کررہی ہے اور شہریوں نے اپیل کی ہے کہ ان مقامات کا مرمتی کام فوری مکمل کیا جائے تاکہ حادثات سے بچا جاسکے۔ واضح رہے کہ ریڈ لائن کی تعمیر کی وجہ سے شہریوں کو اذیت ناک سفر کا سامنا ہے اور جہاں ایک جانب شہری منٹوں کا سفر گھنٹوں میں طے کررہے ہیں تو دوسری جانب گڑھوں میں گر کر حادثات کا شکار ہورہے ہیں۔

چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ نے مفت قانونی امداد کیلئے 24 وکلا کی منظوری دیدی

جسٹس مس عالیہ نیلم نے پنجاب بار کونسل کی جانب سے مفت قانونی امداد کیلئے تجویز کردہ ناموں کی منظوری دی

چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ جسٹس مس عالیہ نیلم نے پنجاب بار کونسل کی جانب سے مفت قانونی امداد کے لیے تجویز کردہ 24 وکلاء کے ناموں کی منظوری دے دی۔ پرنسپل سیٹ کے لیے 7، ملتان بینچ کے لیے 5، بہاولپور بینچ کے لیے 4، راولپنڈی بینچ کے لیے 8 وکلاء کے ناموں کی منظوری دی گئی۔ منظور شدہ وکلاء لاہور، ملتان، بہاولپور اور راولپنڈی بینچوں میں سائلین کی امداد کریں گے۔ پرنسپل سیٹ لاہور کے لئے، ایڈووکیٹ افضال احمد، دانش گل، زاہدہ پروین، سردار بلال احمد اور سہیل شریف محمد نعیم کا نام منظور ہوا۔ ملتان بینچ کے لیے محمد علی بٹ، محمد عمران ساقی، عبدالرحمان ذوق، ایڈووکیٹ محمد امیر عمران یوسف، بہاولپور بینچ کے لیے عتیق الرحمن نظامی، ماجد ریاض، فرزانہ یاسین اور حبیب اللہ منظور، راولپنڈی بینچ کے لیے شیخ ابرار، عثمان درانی، ایڈووکیٹ طلحہ کیانی، محسن علی خان، نبیل فرہاد رانجھا کے ناموں کی منظوری دی گئی۔ نوٹیفکیشن کی نقول سیکرٹری لا اینڈ جسٹس کمیشن اسلام آباد سمیت دیگر متعلقہ حکام کو ارسال کر دی گئیں۔

امید ہے آنیوالا بجٹ روایتی کی بجائے ترقی کا ٹول ثابت ہوگا، علی عمران آصف

فنانس بل کی تیاری کا عمل حقیقی مشاورت پر مبنی ہونا چاہیے، سینئر ایگزیکٹو کمیٹی ممبر لاہور چیمبر آف کامرس

سینئر ایگزیکٹو کمیٹی ممبر لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری علی عمران آصف نے حکومت کی جانب سے کمزور صنعتی یونٹس کے لیے ریوائیول اینڈ ڈیبٹ ریزولوشن فریم ورک کے آغاز کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس کی نگرانی کے عمل میں اسٹیک ہولڈرز کی شمولیت کو بھی یقینی بنایا جائے، حکومت آئندہ مالی سال کے بجٹ دستاویز کی تیاری میں بھی اسٹیک ہولڈرز کو مشاورت کے عمل میں شامل کرے خاص طور پر فنانس بل کے حوالے سے یہ عمل حقیقی مشاورت پر مبنی ہونا چاہیے۔ اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ ہر سال پیشگی یہ بیان دیئے جاتے ہیں کہ آنے والا بجٹ صنعت دوست اور کاروبار دوست ہوگا لیکن جب فنانس بل سامنے آتا ہے تو سب کچھ اس کے الٹ ہوتا ہے، بجٹ تقریر میں خوشنما الفاظ ہوتے ہیں لیکن جب فنانس بل کے مندرجات سامنے آتے ہیں تو معیشت سے جڑے شعبے سکتے میں آجاتے ہیں۔ امید ہے کہ جون میں آنے والا آئندہ مالی سال کا بجٹ روایتی بجٹ نہیں ہوگا بلکہ یہ حقیقی معنوں میں پاکستان کی ترقی کا ٹول ثابت ہوگا۔ علی عمران آصف نے کہا کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں ٹیکس میں نرمی اور کاروباری شعبوں خصوصاً برآمدات کے لئے ریلیف اور مراعات کا اعلان کیا جانا چاہیے، درآمدی ان پٹ پر کسٹمز ڈیوٹی، ریگولیٹری ڈیوٹی اور اضافی کسٹمز ڈیوٹی کو مرحلہ وار ختم کیا جائے تاکہ ہماری صنعتیں عالمی مقابلے میں بہتر کارکردگی دکھا سکیں۔

حکومتی اقدامات ادارے کی تعلیمی ترقی میں سنگِ میل ثابت ہوں گے، پرنسپل گورنمنٹ اسلامیہ گریجویٹ کالج قصور

سیکریٹری ہائر ایجوکیشن غلام فرید اسی کالج کے سابق طالبعلم رہے ہیں اور بعد ازاں بطور استاد بھی خدمات انجام دے چکے ہیں

پرنسپل گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج قصور پروفیسر رشید احمد بھٹی نے صوبائی وزیر تعلیم رانا سکندر حیات خان اور سیکرٹری ہائر ایجوکیشن غلام فرید سے اہم ملاقات کی، جس میں کالج کی تعلیمی، انتظامی اور ترقیاتی امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ ملاقات کے دوران کالج کیلئے نئی عمارت کی منظوری سمیت متعدد سہولیات کی فراہمی سے متعلق پیش رفت پر بات چیت ہوئی۔ اس موقع پر پرنسپل رشید احمد بھٹی نے وزیر تعلیم اور سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ حکومتی اقدامات ادارے کی تعلیمی ترقی میں سنگِ میل ثابت ہوں گے۔ انہوں نے بتایا کہ کالج کو توانائی کے مسائل سے نمٹنے کیلئے 80 کلوواٹ سولر سسٹم، تدریسی سرگرمیوں کے فروغ کیلئے 12 نئے کمروں اور طلبہ کی سہولت کیلئے 600 نئی کرسیوں کی منظوری دی گئی ہے۔ ان اقدامات سے نہ صرف تعلیمی معیار میں بہتری آئے گی بلکہ بڑھتی ہوئی طلبہ تعداد کو بھی بہتر سہولیات فراہم کی جا سکیں گی۔ سیکرٹری ہائر ایجوکیشن غلام فرید کا اس ادارے سے خصوصی تعلق بھی نمایاں کیا گیا۔ وہ اسی کالج کے سابق طالبعلم رہے ہیں اور بعد ازاں بطور استاد بھی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ انہوں نے اس موقع پر کہا کہ مادرِ علمی کی خدمت ان کیلئے اعزاز کی بات ہے اور وہ آئندہ بھی کالج کی ترقی کیلئے اپنا کردار ادا کرتے رہیں گے۔ صوبائی وزیر تعلیم رانا سکندر حیات خان نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ پنجاب بھر کے سرکاری کالجز کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا رہا ہے تاکہ طلبہ کو معیاری اور باوقار تعلیمی ماحول میسر آ سکے۔ آخر میں پرنسپل رشید احمد بھٹی نے امید ظاہر کی کہ حکومتی تعاون سے کالج ترقی کی نئی منازل طے کرے گا اور نئی عمارت کی تعمیر کا باقاعدہ آغاز جلد عمل میں لایا جائے گا۔

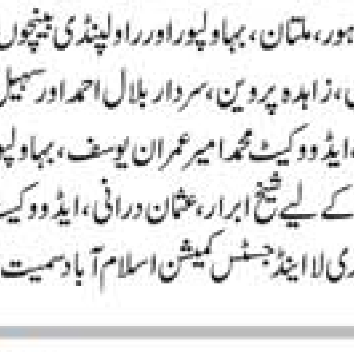

لاہور کے 133 سرکاری اسکولوں کی عمارتیں خطرناک قرار، کلاسز معطل

سی اینڈ ڈبلیو کے سروے کے بعد مذکورہ عمارتیں کارڈن آف کردی گئیں

صوبائی دارالحکومت لاہور کے 133 سرکاری سکولوں کی عمارتیں خطرناک قرار پانے کے بعد کلاسز معطل کر دی گئیں۔ سی اینڈ ڈبلیو کے سروے کے بعد یہ عمارتیں کارڈن آف کر دی گئیں اور طلبہ کو محفوظ مقامات پر منتقل کیا جا رہا ہے۔ ایجوکیشن اتھارٹی لاہور کے مطابق جزوی اور مکمل طور پر خستہ حال عمارتوں میں تدریسی عمل روک دیا گیا ہے، خطرناک بلاکس سیل کر دیئے گئے ہیں اور جہاں تعمیرات جاری ہے وہاں ٹیچر فوکل پرسن تعینات ہیں۔ ایجوکیشن اتھارٹی کے مطابق لاہور کے 144 سکولوں میں نئے ٹوائلٹ بلاکس کی تعمیر جاری ہے اور 34 سکولوں میں چار دیواری بنانے کا کام تیزی سے جاری ہے جس حصوں میں تعمیرات مکمل ہو چکی ہیں انہیں بھی کارڈن آف کر دیا گیا ہے۔

حلقہ این اے 256 پر ضمنی انتخاب میں کاغذات نامزدگی جمع کروانے کا وقت ختم

مجموعی طور پر 70 کاغذات نامزدگی جاری

38 امیدواروں نے اپنے کاغذات نامزدگی جمع کرائے

بلوچستان سے قومی اسمبلی کی نشست حلقہ این اے 256 پر ضمنی انتخاب میں کاغذات نامزدگی جمع کروانے کا وقت ختم، مجموعی طور پر 70 کاغذات نامزدگی جاری کئے گئے جن میں سے 38 امیدواروں نے اپنے کاغذات نامزدگی جمع کرائے۔ صوبائی الیکشن کمیشن حکام کے مطابق ضمنی انتخاب میں حصہ لینے والے امیدواروں کی ابتدائی فہرست (آج) بدھ کو شائع ہوگی جبکہ کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال 4 مارچ 2026ء تک مکمل کی جائے گی۔ ریٹرننگ افسر کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں اپیلیٹ ٹریبونل میں دائر کرنے کی آخری تاریخ 9 مارچ 2026ء مقرر ہے اور ان اپیلوں پر فیصلے کی آخری تاریخ 16 مارچ 2026ء ہوگی۔ امیدواروں کی نظرثانی شدہ فہرست 16 مارچ کو شائع کی جائے گی جبکہ دستبرداری کی آخری تاریخ اور حتمی فہرست 17 مارچ 2026ء کو جاری ہوگی۔ انتخابی نشانات کی الاٹمنٹ 18 مارچ 2026ء کو کی جائے گی اور پولنگ بروز اتوار 5 اپریل 2026ء کو صبح 8 بجے سے شام 5 بجے تک منعقد ہوگی۔

پاکستان کو کمزور کرنے والے ممالک کو سبق سکھانے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں، سردار یعقوب خان ناصر

مسلم لیگ ن کے مرکزی رہنما رکن قومی اسمبلی سردار یعقوب خان ناصر نے کہا ہے کہ پاکستان کو کمزور کرنے والے ممالک کو سبق سکھانے کی بھرپور صلاحیت رکھتے ہیں افغانستان کے طالبان حکومت کو کئی بار سمجھایا کہ انکی سرزمین سے دہشت گردی جاری ہے جسمیں ہمارے افواج اور انکے افیسرز سمیت عام شہری مارے جارہے ہیں ہم نے صبر سے کام لیا لیکن دوسرے جانب سے کوایکشن نہیں لیا گیا جس پر ہم نے مجبور ہوکر انکے تین صوبوں میں دہشتگردی کے اڈوں کو اپنے انٹیلی جینس بنیادوں پر نشانہ بنایا اب اگر دوبارہ اسطرح کی کاروائی ہمارے خلاف کی گئی تو ہمارا ردعمل اس بھی زیادہ خطرناک ہوگا انہوں نے کہا کہ ہم کسی صورت اپنے ملک کو دہشت گردی کا نشانہ بننے نہیں دینگے بھارت اور طالبان رجیم کے ملی بھگت سے ہر سازش کو ناکام بناتے رہینگے گزشتہ روز ڈی آئی خان میں لیفٹیننٹ کرنل اور کرک میں تین پولیس کے شہادت کی پرزور مذمت کرتے ہوئے دہشت گردی کے دلخراش واقعات پر مجھے گہرا صدمہ پہنچا جس کی جتنی مذمت کی جائے وہ کم ہے ہم کسی صورت ملک اور بلوچستان کے پرامن صورتحال کو سبوتاژ نہیں ہونے دیں گے دہشت گردی کرانا دراصل ملک کو عدم استحکام کا شکار بنانا ہے لیکن ہم پاکستان سے ہر طرح کی دہشت گردی کو جڑ سے ختم کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہیں ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ ان واقعات میں بھارت اسرائیل ٹی ٹی پی طالبان کا ہاتھ ہے اور سرزمین افغانستان کا استعمال کرتے ہیں ہم معصوم افراد کے خون بہانے والوں کو عبرت کا نشان بنا کر ہی دم لینگے انہوں نے کہا کہ قوم کے شہیدوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کو باور کراتے ہیں کہ 24 کروڑ عوام انکے ساتھ ہیں ان واقعات سے ہمارا عزم مزید پختہ ہوتا ہے پاک فوج ملک کو پرامن بنانے کے عمل کو خراب کرنے والے عناصر کے خلاف بروقت اور فوری اقدامات اٹھائیں اور معاشرے میں خوف و ہراس پھیلانے والوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنادیں شکر ہے کہ ہم میں تفریق نہیں 24 کروڑ عوام فوج اور منتخب حکومت متحد اور ایک پیج پر ہیں پاکستان میں کوئی طاقت ایسی نہیں ہے جو ہمارے ملک کو کمزور کرے ہم پوری طاقت سے ملک دشمنوں کو تباہ کرسکتے ہیں میں دعا گو ہوں کہ اللہ پاک شہید افراد کی شہادت قبول فرمائے اور زخمیوں کو جلد صحتیاب کرے۔

شہید ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ کی سیاسی زندگی ہر کارکن کے لیے ایک مکمل نصاب کی حیثیت رکھتی ہے، نیشنل پارٹی

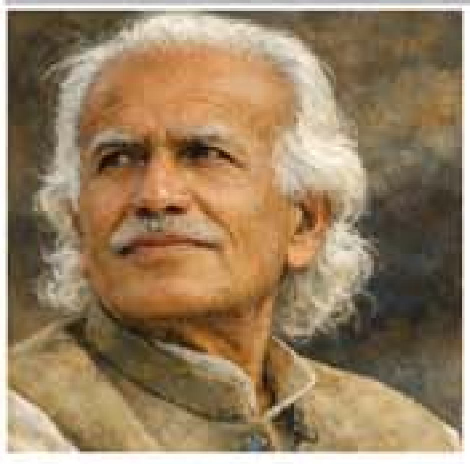

نیشنل پارٹی کے مرکزی ترجمان نے عظیم رہبر، طلبہ سیاست اور بلوچ قومی سیاست کے سرخیل شہید ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ کی برسی کے موقع پر جاری بیان میں شہید ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ کی طویل سیاسی جدوجہد اور بلند کردار و عمل کو زبردست الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ شہید ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ کی سیاسی جدوجہد ایک تاریخ کی حیثیت رکھتی ہے جو فکری و نظریاتی بنیادوں پر استوار رہی، اور وہ اصول پسندی، جمہوری اقدار اور بلوچ وطن کی حق حاکمیت و حقوق کے حصول کی بلند و توانا آواز تھے۔ ترجمان نے کہا کہ شہید ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ کی سیاسی زندگی ہر سیاسی کارکن کے لیے ایک مکمل نصاب کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی فکر میں نظریاتی پختگی، کردار میں استقامت اور عمل میں تسلسل نمایاں تھا۔ آج کے سیاسی کارکن اگر ان کی جدوجہد کا سنجیدگی سے مطالعہ کریں تو وہ فکری بلندی، تنظیمی نظم وضبط اور عوامی وابستگی کے وہ اصول سیکھ سکتے ہیں جو ایک کامیاب اور فکری و جمہوری سیاسی زندگی کے لیے ناگزیر ہیں۔ بیان میں کہا گیا کہ شہید ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ نے طلبہ سیاست سے اپنے سیاسی سفر کا آغاز کیا اور خطے میں طلبہ سیاست کی ایک منظم تنظیم تشکیل دی۔ وہ بلوچ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے بانی چیئرمین رہے۔ ان کی مقبولیت عوام میں انتہا کی حد تک تھی اور وہ کم عمری میں رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ بیان میں کہا گیا کہ شہید ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ کی سیاسی بصیرت اور دور اندیشی کو ان کے مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے سیاسی ہمسفر دوستوں کے ساتھ مل کر سیاسی کارکنوں کے لیے نیشنل پارٹی کی صورت میں منظم سیاسی جماعت فراہم کی، جس میں جمہوری اقدار و روایات اور فکری و نظریاتی بلندیاں موجود ہیں۔ بیان میں کہا گیا کہ شہید ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ کی برسی سیاسی کارکنوں کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ کا کردار ادا کرتی رہے گی اور سیاسی کارکن ان کی سیاسی جدوجہد سے آراستہ ہوکر اپنی سیاسی تشنگی کو مکمل کرسکے گے۔

سوات میں نادرا کا انوکھا کارنامہ، زندہ شہری کو ریکارڈ میں مردہ قرار دیدیا

سوات کے علاقے کوز کلے مدین کے رہائشی 51 سالہ فضل رحمان نے انکشاف کیا ہے کہ نادرا کے ریکارڈ میں انہیں مردہ قرار دے دیا گیا جس کے باعث ان کا قومی شناختی کارڈ بلاک ہو گیا اور وہ شدید مشکلات کا شکار ہو گئے ہیں۔فضل رحمان کے مطابق وہ لاہور میں گاڑی چلا کر روزگار کماتے تھے تاہم 2022 میں شناختی کارڈ کی معیاد ختم ہونے پر تجدید کیلئے مدین میں نادرا دفتر سے رجوع کیا تو بعد میں انہیں فون کے ذریعے بتایا گیا کہ ان کا شناختی کارڈ جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ نادرا کے ریکارڈ کے مطابق وہ وفات پا چکے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ پشاور کے علاقے تہکال میں واقع دفتر سے ان کی وفات کا سرٹیفیکیٹ جاری کیا گیا ہے، حالانکہ وہ زندہ اور اپنے خاندان کے ساتھ موجود ہیں۔فضل رحمان نے کہا کہ وہ ایک پاکستانی شہری ہیں اور اپنے حلقے کے ایم پی اے میاں شرافت علی کے ہم جماعت بھی رہ چکے ہیں، مگر بغیر کسی تصدیق کے انہیں زندہ لاش بنا دیا گیا جس سے ان کی زندگی مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ان کے بقول شناختی کارڈ نہ ہونے کی وجہ سے وہ سوات سے باہر سفر نہیں کر سکتے، مزدوری اور روزگار سے محروم ہیں جبکہ ان کے بچوں کا مستقبل بھی خطرے میں پڑ گیا ہے۔

سہیل آفریدی کی زیر صدارت اعلیٰ سطحی اجلاس

الائی کو ضلع بنانے کا اعلان

وزیراعلیٰ خیبر پختونخوا محمد سہیل آفریدی کی زیر صدارت پختونخوا ہاؤس اسلام آباد میں ہزارہ ڈویژن کے پارلیمنٹیرینز کا اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد ہوا جہاں وفاقی حکومت سے این ایچ اے کے زیر اہتمام ہری پور تا مانسہرہ جی ٹی روڈ کی دو رویہ توسیع کا مطالبہ پیش کیا گیا۔وزیراعلیٰ محمد سہیل آفریدی نے منصوبے کے لیے صوبائی حکومت کی مالی شراکت کا اعلان کرتے ہوئے واضح کیا کہ صوبائی حکومت عوام کی سہولت کے لیے ہری پور تا مانسہرہ جی ٹی روڈ کو دو رویہ کرنے میں بھرپور معاونت کرے گی۔اجلاس میں آئندہ مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی تیاری کے سلسلے میں تفصیلی مشاورت کی گئی اور ڈویژن کی ترقیاتی ضروریات کا جائزہ لیا گیا۔وزیراعلیٰ نے ہزارہ ڈویژن کے لیے 200 ارب روپے پر مشتمل خصوصی جامع ترقیاتی پیکیج تشکیل دینے کا اعلان کرتے ہوئے ہدایت کی کہ اس پیکیج میں سے 50 ارب روپے خصوصی طور پر سیاحت کے فروغ سے متعلق منصوبوں کے لیے مختص کیے جائیں تاکہ ہزارہ ڈویژن کی پوٹینشل یعنی اس کے قدرتی حسن اور سیاحتی مقامات سے بھرپور استفادہ کیا جا سکے۔خصوصی ترقیاتی پلان میں شامل اسکیموں کی تجاویز کے لیے پارلیمنٹیرینز کی علیحدہ مشاورتی نشست منعقد کرنے کی بھی ہدایت کی گئی تاکہ مقامی ضروریات اور ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے قابل عمل اور دیرپا اسکیمیں تیار کی جا سکیں۔وزیراعلیٰ سہیل آفریدی نے واضح کیا کہ آئندہ مالی سال کی ترقیاتی منصوبہ بندی ماضی سے مختلف اور نمایاں ہوگی جس میں بڑے اور عوامی اہمیت کے حامل منصوبوں کو شامل کیا جائے گا جبکہ جاری ترقیاتی منصوبوں کی بروقت تکمیل کو اولین ترجیح دی جائے گی تاکہ عوام جلد از جلد ان کے ثمرات سے مستفید ہو سکیں۔وزیراعلیٰ نے اعلان کیا کہ الائی کو ضلع بنانے کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے گا تاکہ انتظامی امور کو عوام کے قریب لایا جا سکے اور مقامی سطح پر خدمات کی فراہمی کو موثر بنایا جا سکے۔انہوں نے یہ بھی ہدایت کی کہ آئندہ مالی سال کی ترقیاتی منصوبہ بندی کو حتمی شکل دینے سے قبل تمام منصوبوں کی ابتدائی تخمینہ و منصوبہ دستاویزات (پی سی ون) مکمل کی جائیں تاکہ وسائل کا درست اور شفاف استعمال یقینی بنایا جا سکے۔وزیراعلیٰ نے کہا کہ بانی چیئرمین عمران خان کے وژن کے مطابق صحت اور تعلیم کے شعبوں میں بھرپور سرمایہ کاری کی جائے گی اور صوبے کے پسماندہ اضلاع پر خصوصی توجہ مرکوز کی جائے گی۔سپیکر خیبر پختونخوا اسمبلی اور ہزارہ ڈویژن سے منتخب قومی و صوبائی اسمبلیوں کے اراکین نے اجلاس میں شرکت کی۔

شہداء کوہاٹ پولیس کو پورے سرکاری اعزاز کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا

کوہاٹ کی تحصیل لاچی کی حدود میں شکردرہ روڈ پر دہشت گردوں کے حملے میں شہید ہونے والے ڈی ایس پی اسد محمود اور سب انسپکٹر انارگل سمیت چھ پولیس اہلکاروں ریڈر ٹو ڈی ایس پی وہاب علی، ڈرائیور مدثر محمود، سید عامر عباس اور یوسف کی اجتماعی نماز جنازہ پولیس لائن کوہاٹ میں پورے سرکاری اعزاز کے ساتھ ادا کر دی گئی۔نماز جنازہ میں چیف سیکرٹری خیبر پختونخوا شہاب علی شاہ، انسپکٹر جنرل آف پولیس خیبرپختونخوا ذوالفقار حمید، ایڈیشنل انسپکٹر جنرل سی ٹی ڈی، کمشنر کوہاٹ، ڈپٹی کمشنر، ڈی پی او، اعلیٰ عسکری و پولیس حکام، اہلکاروں کے علاوہ شہداء کے لواحقین اور عزیز و اقارب نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔نماز جنازہ کے بعد پولیس کے چاق و چوبند دستے نے شہداء کو آخری سلامی پیش کی۔ چیف سیکرٹری اور آئی جی پولیس سمیت دیگر حکام نے شہداء کے جسد خاکی پر پھول چڑھائے اور ان کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کیا۔بعدازاں پولیس شہداء کے جسد خاکی کو اپنے اپنے آبائی علاقوں میں منتقل کر دیا گیا جہاں انہیں مقامی روایات کے مطابق سپرد خاک کیا جائے گا۔مرحوم ڈی ایس پی کا تعلق صوابی سے تھا جبکہ سب انسپکٹر انار گل کرک کے رہائشی تھے۔دیگر اہلکاروں کا تعلق کوہاٹ کے علاقوں لاچی اور کیپی وغیرہ سے تھا۔

نوتعینات ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر باجوڑ محمد خالد نے عہدے کا چارج سنبھال لیا

نوتعینات ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر باجوڑ محمد خالد (PSP) نے عہدے کا چارج سنبھال لیا، ترکلانی اور اتمان خیل قبائل نے تعیناتی کا خیر مقدم کیا۔تفصیلات کے مطابق نوتعینات ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر باجوڑ محمد خالد نے اپنے عہدے کا باقاعدہ چارج سنبھال لیا۔ چارج سنبھالنے کے بعد انہوں نے پولیس لائنز باجوڑ کا دورہ کیا جہاں پر انہوں نے یادگار شہداء پر حاضری دی اور پھول چڑھا کر شہداء پولیس کی لازوال قربانیوں کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ شہداء کی قربانیاں ہمارے لیے مشعل راہ ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امن و امان کا قیام یقینی بنایا جائے گا۔انہوں نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ شہداء کے اہل خانہ کی فلاح و بہبود کا ہر ممکن خیال رکھا جائے گا۔بعد ازاں، ڈی پی او محمد خالد نے ایس۔ پی سی۔ ٹی۔ ڈی سے خصوصی ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران ضلع بھر کی مجموعی سیکیورٹی صورتحال، دہشت گردی کے ممکنہ خدشات، انٹیلی جنس شیئرنگ اور باہمی ہم آہنگی کے امور پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔

میرا گھر میرا آشیانہ اسکیم کے تحت قرض کی حد ایک کروڑ تک بڑھانے کی منظوری

پاکستان واچ رپورٹ

وفاقی کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی (ای سی سی) نے کم لاگت رہائشی فنانسنگ پروگرام میرا گھر میرا آشیانہ میں اہم اور دوررس ترامیم کی منظوری دے کر ملک میں گھر کے خواب کو حقیقت کے قریب تر کر دیا ہے۔ اس فیصلے کے تحت قرض کی حد بڑھا کر ایک کروڑ روپے تک کر دی گئی ہے، تمام صارفین کے لیے شرح سود کو یکساں 5 فیصد مقرر کیا گیا ہے اور رہائشی یونٹس کے اہل سائز میں بھی توسیع کر دی گئی ہے۔ ان اقدامات کو ماہرین معاشیات عام آدمی کے لیے بڑی سہولت اور معیشت کے لیے مثبت پیش رفت قرار دے رہے ہیں۔

ای سی سی کا اجلاس اور اہم فیصلے

یہ فیصلے وفاقی وزیر خزانہ محمد اورنگزیب کی زیر صدارت منعقد ہونے والے ای سی سی کے اجلاس میں کیے گئے۔ وزارت خزانہ کے اعلامیے کے مطابق اجلاس میں وزارت ہاؤسنگ اینڈ ورکس کی جانب سے پیش کی گئی ''میرا گھر میرا آشیانہ'' (ایم جی ایم اے) کم لاگت رہائشی فنانسنگ اسکیم کی نظرثانی شدہ خصوصیات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اجلاس کا بنیادی مقصد عام آدمی کو اپنی چھت کی سہولت فراہم کرنا اور تعمیراتی شعبے کے ذریعے معیشت کو متحرک بنانا تھا۔ کمیٹی کو بتایا گیا کہ اسکیم کے آغاز سے اب تک عوام کی جانب سے بھرپور دلچسپی سامنے آئی ہے۔ ہزاروں افراد نے قرض کے لیے درخواستیں جمع کروائی ہیں اور ادائیگیوں کا عمل بھی جاری ہے۔ یہ رجحان اس بات کا ثبوت ہے کہ ملک میں سستے اور قابل برداشت ہاؤسنگ فنانس کی شدید ضرورت موجود ہے۔

قرض کی حد میں نمایاں اضافہ

ای سی سی نے قرض کی زیادہ سے زیادہ حد بڑھا کر 10 ملین روپے (ایک کروڑ روپے) تک کرنے کی منظوری دی ہے۔ اس فیصلے سے متوسط اور کم آمدنی والے طبقات کو نسبتاً بہتر اور وسیع رہائشی یونٹس حاصل کرنے کا موقع ملے گا۔ ماضی میں محدود قرض کی وجہ سے کئی درخواست دہندگان مناسب گھر کے حصول سے محروم رہ جاتے تھے، مگر نئی حد کے بعد شہری اور نیم شہری علاقوں میں بھی معیاری رہائش کا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکے گا۔ یہ اقدام خاص طور پر ان خاندانوں کے لیے فائدہ مند ہوگا جو بڑھتی ہوئی تعمیراتی لاگت کے باعث مکمل گھر تعمیر کرنے سے قاصر تھے۔ قرض کی حد میں اضافہ انہیں مالی سہارا فراہم کرے گا اور وہ مرحلہ وار ادائیگی کے ذریعے اپنی ملکیت کا گھر حاصل کر سکیں گے۔

یکساں 5 فیصد شرح: شفافیت اور سہولت

اسکیم کی سب سے نمایاں ترمیم تمام صارفین کے لیے یکساں 5 فیصد شرح مقرر کرنا ہے۔ اس فیصلے کا مقصد یکسانیت برقرار رکھنا اور پیچیدہ شرحوں کے نظام کو ختم کرنا ہے۔ اس سے نہ صرف شفافیت بڑھے گی بلکہ درخواست دہندگان کے لیے منصوبہ بندی بھی آسان ہو جائے گی۔ اہم بات یہ ہے کہ پہلے سے جاری شدہ قرضوں کو بھی 5 فیصد شرح پر لانے کی منظوری دی گئی ہے تاکہ کسی قسم کی عدم مساوات پیدا نہ ہو۔ اس اقدام سے موجودہ قرض داروں کو بھی ریلیف ملے گا اور ان کی ماہانہ اقساط میں کمی متوقع ہے۔

اہل سائز میں توسیع

رہائشی یونٹس کے اہل سائز میں توسیع بھی ایک اہم قدم ہے۔ اس سے شہری ضروریات اور خاندان کے سائز کو مدنظر رکھتے ہوئے زیادہ مناسب گھروں کی تعمیر ممکن ہو سکے گی۔ پہلے محدود رقبہ کئی خاندانوں کے لیے عملی طور پر ناکافی تھا، مگر اب توسیع کے بعد اسکیم زیادہ لچکدار اور قابل عمل ہو گئی ہے۔

اسٹیٹ بینک کے ذریعے عمل درآمد

ای سی سی نے اسکیم کے نفاذ کو اسٹیٹ بینک کے ذریعے جاری رکھنے کی منظوری دی ہے۔ مرکزی بینک کی نگرانی میں یہ اسکیم شفافیت، مالیاتی نظم وضبط اور مؤثر نگرانی کے ساتھ آگے بڑھے گی۔ اسٹیٹ بینک کی شمولیت سے بینکنگ سیکٹر میں اعتماد بڑھے گا اور نجی مالیاتی ادارے بھی زیادہ فعال کردار ادا کر سکیں گے۔

سبسڈی اور مالی نظم وضبط

کمیٹی نے ہدایت کی ہے کہ مارک اپ سبسڈی کی ادائیگیاں حقیقی اجرا کے مطابق اور سالانہ مالی گنجائش کے اندر کی جائیں۔ اس سے یہ یقینی بنایا جائے گا کہ اسکیم پائیدار بنیادوں پر جاری رہے اور قومی خزانے پر غیر ضروری بوجھ نہ پڑے۔ متوازن رسک شیئرنگ اور مارک اپ سبسڈی ماڈل کے ذریعے حکومت اور مالیاتی ادارے ذمہ داری تقسیم کریں گے، جس سے طویل المدتی استحکام ممکن ہوگا۔

معیشت پر مثبت اثرات

تعمیراتی شعبہ کسی بھی معیشت کا اہم ستون سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس سے درجنوں ذیلی صنعتیں وابستہ ہوتی ہیں، جن میں سیمنٹ، سریا، اینٹ، لکڑی، ٹائلز، برقی سامان اور مزدوری شامل ہیں۔ ''میرا گھر میرا آشیانہ'' اسکیم میں توسیع سے ان تمام شعبوں میں سرگرمی بڑھے گی، جس سے روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں گے اور معاشی سرگرمی میں اضافہ ہوگا۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ ہاؤسنگ فنانس میں اضافہ جی ڈی پی کی شرح نمو پر بھی مثبت اثر ڈالتا ہے کیونکہ اس سے سرمایہ کاری کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور مالیاتی گردش تیز ہوتی ہے۔

بارانی علاقوں کے لیے گرانٹ

ای سی سی نے اجلاس میں ایک اور اہم فیصلہ کرتے ہوئے وزارت داخلہ و انسداد منشیات کی جانب سے ''نیشنل پروگرام فار انہانسنگ کمانڈ ایریاز ان بارانی ایریاز آف پاکستان'' کے آئی سی ٹی جزو کے لیے 7.289 ملین روپے کی ٹیکنیکل سپلیمنٹری گرانٹ کی منظوری دی۔ اس پروگرام کا مقصد بارانی علاقوں میں زرعی پیداوار کو بہتر بنانا ہے تاکہ پانی کے محدود وسائل کے باوجود کسانوں کی آمدنی میں اضافہ ہو سکے۔

بارانی علاقوں میں جدید ٹیکنالوجی، بہتر آبپاشی نظام اور زرعی سہولیات کی فراہمی سے دیہی معیشت مستحکم ہوگی اور خوراک کی پیداوار میں اضافہ ممکن ہوگا۔

تھرکول ریل کنیکٹیویٹی منصوبہ

اجلاس میں ریلوے ڈویژن کی سمری پر تھرکول ریل کنیکٹیویٹی منصوبے کے لیے 6.61 ارب روپے کی ٹیکنیکل سپلیمنٹری گرانٹ بطور بجٹ کور بھی منظور کی گئی۔ یہ منصوبہ مقامی کوئلے کی پاور پلانٹس اور صنعتی شعبے تک ترسیل کو یقینی بنانے کے لیے اہم سمجھا جاتا ہے۔

تھرکول کے ذخائر کو مؤثر انداز میں استعمال کرنے سے توانائی کے شعبے میں درآمدی ایندھن پر انحصار کم ہوگا، زرمبادلہ کی بچت ہوگی اور توانائی کی لاگت میں استحکام آئے گا۔ ریل کنیکٹیویٹی سے نقل وحمل کے اخراجات کم ہوں گے اور صنعتی پیداوار میں اضافہ ممکن ہوگا۔

پائیدار گھر کی ملکیت کی جانب قدم

نظرثانی شدہ فریم ورک کا بنیادی مقصد کم آمدنی والے طبقات کے لیے گھروں کی فراہمی آسان بنانا ہے۔ حکومت کی کوشش ہے کہ شہریوں کو کرایہ داری کے غیر یقینی ماحول سے نکال کر مستقل ملکیت کی جانب راغب کیا جائے۔ گھر کی ملکیت نہ صرف معاشی استحکام فراہم کرتی ہے بلکہ سماجی تحفظ اور خاندانی اعتماد میں بھی اضافہ کرتی ہے۔

مستقبل کی سمت

ای سی سی کے حالیہ فیصلے اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ حکومت ہاؤسنگ سیکٹر کو ترجیحی بنیادوں پر فروغ دینا چاہتی ہے۔ قرض کی حد میں اضافہ، یکساں شرح سود، اہل سائز میں توسیع اور سبسڈی کے منظم نظام کے ذریعے ایک متوازن اور پائیدار ماڈل تشکیل دیا گیا ہے۔

اگر اس اسکیم پر مؤثر عمل درآمد جاری رہا اور بینکنگ سیکٹر فعال تعاون فراہم کرتا رہا تو توقع کی جا سکتی ہے کہ آنے والے برسوں میں ہزاروں خاندان اپنی چھت کے مالک بن سکیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ تعمیراتی سرگرمیوں میں تیزی معیشت کو نئی توانائی فراہم کرے گی۔

یوں ''میرا گھر میرا آشیانہ'' صرف ایک فنانسنگ اسکیم نہیں بلکہ سماجی و معاشی استحکام کی جانب ایک اہم قدم ہے، جو عام آدمی کے خواب کو حقیقت میں بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

گیارہواں این ایف سی ایوارڈ

جی ایس ٹی اور آبادی کے معیار پر نیا موڑ

پاکستان واچ رپورٹ

مرکز اور صوبوں کے درمیان جاری 11ویں قومی مالیاتی کمیشن (NFC) ایوارڈ کے مذاکرات ایک ایسے مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں جہاں محض اعداد و شمار نہیں بلکہ وفاقی ڈھانچے کی روح زیرِ بحث ہے۔ وسائل کی عمودی اور افقی تقسیم، جنرل سیلز ٹیکس (GST) کی وصولی کا اختیار، اور آبادی کو دیے گئے 82 فیصد وزن پر نظرثانی یہ سب ایسے نکات ہیں جو مستقبل کی مالیاتی سمت کا تعین کریں گے۔

اس بار بحث کا مرکز صرف حصوں کی تقسیم نہیں بلکہ وسائل کے حجم میں اضافے اور ٹیکس نظام کی ازسرِنو تشکیل بھی ہے۔

سندھ کا مؤقف: جی ایس ٹی کی صوبوں کو منتقلی

سندھ حکومت نے این ایف سی فورم میں واضح کیا ہے کہ اشیا پر جنرل سیلز ٹیکس کی وصولی میں بڑی گنجائش موجود ہے، مگر موجودہ نظام اس صلاحیت کو بروئے کار نہیں لا پا رہا۔ سیکرٹری خزانہ سندھ کی پریزنٹیشن کے مطابق ملکی معیشت میں اشیا کی مجموعی مالیت کے تناسب سے محصولات کا حجم کہیں زیادہ ہو سکتا ہے، تاہم عملی وصولی اس سے بہت کم ہے۔

سندھ کا مؤقف ہے کہ چونکہ کراچی ملک کا سب سے بڑا صنعتی اور تجارتی مرکز ہے، اس لیے اگر اشیا پر جی ایس ٹی کی وصولی صوبوں کے سپرد کی جائے تو بہتر نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ صوبہ یہاں تک پیشکش کر رہا ہے کہ اگر متفقہ ہدف سے کم وصولی ہو تو اس کے حصے سے کٹوتی کی جا سکتی ہے۔

یہ دراصل کارکردگی کی بنیاد پر جوابدہی کی تجویز ہے۔

دوسری جانب وفاقی حکومت اس اختیار کی منتقلی کے حق میں نظر نہیں آتی۔ وفاق کا استدلال یہ ہے کہ اشیا پر جی ایس ٹی قومی سطح پر یکساں پالیسی کا تقاضا کرتا ہے، اور اس کی مرکزیت مالی نظم و ضبط کے لیے ضروری ہے۔

یہ اختلاف محض ٹیکس اختیار کا نہیں بلکہ وفاقی توازن کا مسئلہ ہے۔

خدمات اور زراعت: ٹیکس بیس کی کمزوری

پلاننگ کمیشن کے پلیٹ فارم پر ماہرین نے نشاندہی کی کہ ملکی جی ڈی پی میں خدمات اور زراعت کا بڑا حصہ ہونے کے باوجود ان شعبوں سے ٹیکس وصولی انتہائی محدود ہے۔ صوبے ان شعبوں پر آئینی اختیار رکھتے ہیں، مگر عملی طور پر محصولات کا حجم کم ہے۔

یہ صورتحال ایک تضاد کو جنم دیتی ہے:

وفاق پر ٹیکس وصولی کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہے۔

صوبے اپنے دائرہ اختیار میں مکمل استعداد استعمال نہیں کر پا رہے۔

اگر خدمات اور زراعت سے محصولات میں اضافہ کیا جائے تو این ایف سی کی بحث کا رخ ہی بدل سکتا ہے، کیونکہ اصل مسئلہ وسائل کی تقسیم سے زیادہ وسائل کی تخلیق ہے۔

آبادی کو 82 فیصد وزن: نظرثانی کی ضرورت؟

فیڈرل ڈویژیبل پول سے صوبوں میں وسائل کی افقی تقسیم کے لیے آبادی کو 82 فیصد وزن دیا گیا ہے۔ اب مرکز اور صوبوں کے درمیان اس نکتے پر خاصی حد تک اتفاق پایا جاتا ہے کہ یہ تناسب نظرثانی کا متقاضی ہے۔

آبادی کو زیادہ وزن دینے کا مطلب یہ ہے کہ بڑے صوبوں کو زیادہ حصہ ملتا ہے۔ تاہم ناقدین کا کہنا ہے کہ یہ نظام بالواسطہ طور پر آبادی میں اضافے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور کارکردگی یا ترقیاتی ضروریات کو خاطر خواہ اہمیت نہیں دیتا۔ غربت، پسماندگی، محصولات کی صلاحیت، اور رقبے جیسے عوامل کو زیادہ وزن دینے کی تجاویز زیرِ غور ہیں۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو وسائل کی تقسیم کا پورا توازن بدل سکتا ہے۔

سیاسی قیادت کا مؤقف

وفاقی وزیرِ منصوبہ بندی احسن اقبال نے واضح کیا کہ عمودی تقسیم (مرکز اور صوبوں کے درمیان تناسب) ایک حساس معاملہ ہے اور اسے چھیڑنا آسان نہیں۔ تاہم انہوں نے آبادی کو دیے گئے وزن پر نظرثانی کی حمایت کی۔

پنجاب کی نمائندگی کرتے ہوئے مریم اورنگزیب نے بھی اس معیار پر نظرثانی کو ضروری قرار دیا۔ خیبر پختونخوا کے مشیرِ خزانہ مزمل اسلم نے ایک اور اہم پہلو اجاگر کیا کہ اصل مسئلہ وسائل کی محدودیت ہے۔ ان کے مطابق جب تک ٹیکس ٹو جی ڈی پی شرح میں اضافہ نہیں ہوگا، مالیاتی عدم توازن برقرار رہے گا۔ یہ بیانات ظاہر کرتے ہیں کہ سیاسی سطح پر بھی وسائل کے حجم میں اضافہ اب مرکزی نکتہ بنتا جا رہا ہے۔

غربت اور پسماندگی کا عنصر

وسائل کی تقسیم میں غربت اور پسماندگی کو دوسرا بڑا معیار تسلیم کیا گیا ہے۔ تاہم حالیہ برسوں میں غربت کی شرح میں اضافہ ایک تشویشناک رجحان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اگر غربت میں اضافہ ہو رہا ہے تو محض آبادی کے تناسب پر وسائل تقسیم کرنا انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتا۔

اس پس منظر میں پسماندہ علاقوں کو اضافی وزن دینا ایک عملی ضرورت بن چکا ہے۔ بلوچستان اور خیبر پختونخوا جیسے صوبے اس معیار کو زیادہ اہمیت دینے کے حامی رہے ہیں، کیونکہ ان کے مطابق جغرافیائی وسعت اور سیکیورٹی اخراجات بھی وسائل کی تقسیم میں شامل کیے جانے چاہئیں۔

جی ایس ٹی کی صوبوں کو منتقلی: ممکنہ اثرات

اگر اشیا پر جی ایس ٹی کی وصولی صوبوں کے سپرد کی جاتی ہے تو اس کے چند ممکنہ اثرات ہو سکتے ہیں:

محصولات میں ممکنہ اضافہ: صوبے مقامی سطح پر بہتر نگرانی کر سکتے ہیں۔

انتظامی پیچیدگیاں: ملک بھر میں یکساں شرح برقرار رکھنا چیلنج ہو سکتا ہے۔

سیاسی تناؤ: وفاقی اختیارات میں کمی مرکز و صوبہ تعلقات پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

یہ قدم ایک بڑی آئینی اور انتظامی تبدیلی کا متقاضی ہوگا۔

ٹیکس ٹو جی ڈی پی:

جمود کا مسئلہ

گزشتہ کئی برسوں سے ٹیکس ٹو جی ڈی پی شرح ایک خاص سطح پر جمود کا شکار ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ معیشت کے حجم کے مقابلے میں محصولات کی رفتار سست ہے۔ جب تک ٹیکس نیٹ میں وسعت نہیں آئے گی، این ایف سی کی تقسیم محض ایک محدود کیک کو مختلف انداز میں بانٹنے کے مترادف رہے گی۔

حقیقی حل یہ ہے کہ:

دستاویزی معیشت کو فروغ دیا جائے

خدمات اور زراعت پر مؤثر ٹیکس اصلاحات کی جائیں

ٹیکس چوری کے خلاف ٹیکنالوجی پر مبنی اقدامات کیے جائیں

وفاقی اکائیوں کے لیے آزمائش کا وقت

11واں این ایف سی ایوارڈ محض ایک مالیاتی دستاویز نہیں بلکہ وفاقی ہم آہنگی کا امتحان ہے۔ اگر مرکز اور صوبے باہمی اعتماد کے ساتھ اصلاحات پر متفق ہو جاتے ہیں تو یہ پاکستان کے مالیاتی ڈھانچے کو مضبوط بنا سکتا ہے۔

لیکن اگر اختلافات شدت اختیار کرتے ہیں تو یہ عمل تاخیر اور تعطل کا شکار بھی ہو سکتا ہے، جیسا کہ ماضی میں ہوتا رہا ہے۔

نتیجہ: تقسیم نہیں، تخلیق پر توجہ

موجودہ بحث سے ایک بات واضح ہو رہی ہے کہ پاکستان کو وسائل کی تقسیم کے ساتھ ساتھ وسائل کی تخلیق پر بھی توجہ دینا ہوگی۔ جی ایس ٹی کی وصولی کا اختیار، آبادی کے وزن میں تبدیلی، اور غربت کے معیار کی شمولیت یہ سب اہم ہیں، مگر اصل چیلنج معیشت کو وسعت دینا اور ٹیکس بیس کو بڑھانا ہے۔

اگر این ایف سی فورم اس سمت میں پیش رفت کرتا ہے تو یہ نہ صرف صوبوں کے درمیان مالیاتی توازن بہتر کرے گا بلکہ وفاقی ڈھانچے کو بھی مضبوط بنائے گا۔

یوں 11واں این ایف سی ایوارڈ پاکستان کی مالیاتی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ثابت ہو سکتا ہے بشرطیکہ فیصلے وقتی مفادات سے بالا ہو کر قومی مفاد میں کیے جائیں۔

گرین ٹورزم کا دھماکا خیز آغاز

15 لگژری ہوٹلز فعال، غیر ملکی سیاحوں کی آمد میں نمایاں اضافہ!

پاکستان واچ رپورٹ

گرین پاکستان انیشیٹیو کی سرپرستی میں قائم گرین ٹورزم پرائیوٹ لمیٹڈ ملک میں سیاحتی ترقی، سرمایہ کاری کے فروغ اور معاشی استحکام کے لیے ایک مؤثر اور منظم پلیٹ فارم کے طور پر ابھر کر سامنے آیا ہے۔ یہ ادارہ نہ صرف سیاحت کے شعبے کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر رہا ہے بلکہ پاکستان کو عالمی سیاحتی نقشے پر ایک محفوظ، پرکشش اور منافع بخش منزل کے طور پر متعارف کرانے میں بھی اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

گرین پاکستان انیشیٹیو دراصل اسپیشل انویسٹمنٹ فسیلیٹیشن کونسل (SIFC) کے زیر اہتمام قائم کیا گیا ایک جامع پروگرام ہے جس کا مقصد زراعت، لائیوسٹاک اور سیاحت جیسے بنیادی شعبوں میں غیر ملکی و مقامی سرمایہ کاری کو راغب کرنا اور پائیدار ترقی کو یقینی بنانا ہے۔ اسی وژن کے تحت گرین ٹورزم پاکستان کو تشکیل دیا گیا تاکہ سیاحت کے شعبے میں موجود ضابطہ جاتی رکاوٹوں، انتظامی پیچیدگیوں اور بنیادی ڈھانچے کی کمی کو دور کیا جا سکے۔

پاکستان قدرتی حسن، متنوع ثقافت، تاریخی ورثے اور بلند و بالا پہاڑی سلسلوں سے مالا مال ملک ہے۔ شمالی علاقہ جات کی برف پوش چوٹیاں، وادیاں، جھیلیں، صحرائی مناظر اور ساحلی پٹیاں دنیا بھر کے سیاحوں کے لیے کشش رکھتی ہیں۔ تاہم ماضی میں مربوط پالیسی، معیاری سہولیات اور عالمی معیار کی تشہیر کے فقدان کے باعث یہ شعبہ اپنی مکمل صلاحیت سے فائدہ نہیں اٹھا سکا۔ گرین ٹورزم نے اسی خلا کو پُر کرنے کی سمت عملی اقدامات شروع کیے۔

قیام کے محض 18 ماہ کے اندر 78 سیاحتی املاک کے معاہدے طے پانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سرمایہ کاروں کا اعتماد بحال ہو رہا ہے۔ ان میں سے 17 ہائی اینڈ ہوٹلز اور ریزورٹس ایسے ہیں جن میں سے 15 پہلے ہی فعال ہو چکے ہیں۔ یہ پیش رفت نہ صرف سیاحوں کو عالمی معیار کی رہائش فراہم کر رہی ہے بلکہ مقامی معیشت میں روزگار کے نئے مواقع بھی پیدا کر رہی ہے۔ تعمیرات، ہوٹل مینجمنٹ، ٹرانسپورٹ، گائیڈ سروسز اور مقامی

دستکاریوں سمیت متعدد ذیلی شعبے اس پیش رفت سے مستفید ہو رہے ہیں۔

گرین ٹورزم کے تحت جدید سیاحتی زونز

گرین ٹورزم اہم سیاحتی مقامات پر مربوط سیاحتی زونز قائم کر رہا ہے جہاں قیام و طعام، سیکیورٹی، تفریح، مقامی ثقافت اور ماحولیاتی تحفظ کو یکجا کیا جا رہا ہے۔ اس ماڈل کے تحت سیاح کو ایک محفوظ، منظم اور معیاری تجربہ فراہم کیا جاتا ہے۔ شمالی علاقہ جات جیسے ہنزہ اور اسکردو، خیبر پختونخوا کے پہاڑی مقامات، بلوچستان کی ساحلی پٹی اور پنجاب و سندھ کے تاریخی و ثقافتی مراکز میں سرمایہ کاری کے نئے دروازے کھل رہے ہیں۔

گرین پاکستان انیشیٹیو، ایس آئی ایف سی کے پلیٹ فارم کے ذریعے ایک ون ونڈو سہولت فراہم کر رہا ہے جس سے سرمایہ کاروں کو اجازت ناموں، زمین کے حصول، ضابطہ جاتی تقاضوں اور دیگر انتظامی امور میں درپیش مشکلات کم ہو رہی ہیں۔ یہ شفاف اور تیز رفتار نظام سرمایہ کاری کے ماحول کو سازگار بنا رہا ہے۔ غیر ملکی سرمایہ کاروں کی

دلچسپی میں اضافہ اسی پالیسی تسلسل اور ادارہ جاتی ہم آہنگی کا نتیجہ ہے۔

2024 میں گرین ٹورزم پاکستان کے قیام کے بعد غیر ملکی سیاحوں کی آمد میں نمایاں اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔

عالمی میڈیا اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر پاکستان کے مثبت تشخص کو اجاگر کرنے کے لیے جدید مارکیٹنگ حکمت عملی اپنائی گئی ہے۔ سوشل میڈیا کیمپینز، بین الاقوامی سیاحتی نمائشوں میں شرکت اور سفارتی سطح پر روابط کے ذریعے پاکستان کو ایک محفوظ اور ابھرتی ہوئی سیاحتی منڈی کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔

سیاحتی شعبے میں ضابطہ جاتی خلا کو پُر کرنا گرین ٹورزم کی اولین ترجیح ہے۔ ماضی میں مختلف اداروں کے درمیان ہم آہنگی کا فقدان، لائسنسنگ کے پیچیدہ مراحل اور معیار کی نگرانی کا کمزور نظام رکاوٹ بنتا رہا۔ اب ایک مربوط فریم ورک کے تحت معیار بندی، سروس اسٹینڈرڈز اور ماحولیاتی ضوابط کو مؤثر بنایا جا رہا ہے تاکہ پائیدار سیاحت کو فروغ ملے۔ ماحولیاتی تحفظ، کچرے کے انتظام، پانی کے دانشمندانہ استعمال اور مقامی آبادی کی شمولیت جیسے پہلوؤں کو بھی پالیسی کا حصہ بنایا گیا ہے۔

گرین ٹورزم کا وژن محض ہوٹل سازی تک محدود نہیں بلکہ یہ ایک جامع سیاحتی ایکو سسٹم کی تشکیل ہے۔ اس میں ایڈونچر ٹورزم، ایکو ٹورزم، کلچرل ٹورزم اور مذہبی سیاحت کے امکانات کو بھی فروغ دیا جا رہا ہے۔ گلگت بلتستان کی ٹریکنگ روٹس، خیبر پختونخوا کی جھیلیں اور جنگلات، بلوچستان کے ساحلی مناظر اور پنجاب و سندھ کے تاریخی مقامات عالمی سیاحوں کے لیے متنوع تجربات فراہم کر سکتے ہیں۔ ان علاقوں میں بنیادی ڈھانچے کی بہتری، سڑکوں کی تعمیر، ڈیجیٹل کنیکٹیویٹی اور ایمرجنسی سروسز کی دستیابی سے سیاحوں کا اعتماد مزید مستحکم ہو رہا ہے۔

اقتصادی اعتبار سے سیاحت ایک کثیر الجہتی شعبہ ہے جو براہ راست اور بالواسطہ روزگار کے وسیع مواقع پیدا کرتا ہے۔ ایک فعال ہوٹل یا ریزورٹ صرف قیام کی سہولت فراہم نہیں کرتا بلکہ مقامی کسانوں، دستکاروں، ٹرانسپورٹرز اور خدمات فراہم کرنے والوں کے لیے بھی آمدنی کا ذریعہ بنتا ہے۔ گرین ٹورزم کے منصوبوں سے دیہی اور دور دراز علاقوں میں معاشی سرگرمیوں میں اضافہ متوقع ہے جس سے علاقائی ترقی کو تقویت ملے گی۔

عالمی سطح پر سیاحت کو پائیدار ترقی کے اہداف سے جوڑا جاتا ہے۔ گرین پاکستان انیشیٹیو اسی تناظر میں ماحول دوست تعمیرات، توانائی کے متبادل ذرائع اور مقامی ثقافت کے تحفظ پر زور دے رہا ہے۔ اس حکمت عملی کا مقصد یہ ہے کہ سیاحت کا فروغ قدرتی وسائل کے بے دریغ استعمال کا سبب نہ بنے بلکہ آئندہ نسلوں کے لیے بھی یہ اثاثے محفوظ رہیں۔

گرین ٹورزم پاکستان کی کامیابی کا انحصار پالیسی کے تسلسل، شفافیت اور نجی و سرکاری شراکت داری پر ہے۔ اگر موجودہ رفتار برقرار رہی تو آنے والے برسوں میں پاکستان خطے کی ایک

اہم سیاحتی منڈی کے طور پر ابھر سکتا ہے۔ غیر ملکی زرمبادلہ میں اضافہ، مقامی روزگار کے مواقع اور عالمی سطح پر مثبت تشخص اس پیش رفت کے نمایاں ثمرات ہوں گے۔

مختصراً، گرین پاکستان انیشیٹیو کی رہنمائی میں گرین ٹورزم پرائیوٹ لمیٹڈ قومی سیاحت کو ایک نئی جہت دے رہا ہے۔ مربوط منصوبہ بندی، جدید سہولیات، سرمایہ کار دوست پالیسی اور عالمی معیار کی تشہیر کے ذریعے پاکستان نہ صرف اپنی قدرتی خوبصورتی کو معاشی طاقت میں بدل رہا ہے بلکہ پائیدار ترقی کے سفر میں بھی مضبوط قدم اٹھا رہا ہے۔ اگر یہی عزم اور ہم آہنگی برقرار رہی تو سیاحت مستقبل قریب میں ملکی معیشت کا ایک مضبوط ستون بن سکتی ہے اور پاکستان عالمی سیاحتی افق پر نمایاں مقام حاصل کر سکتا ہے۔

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاک واچ

PAKISTAN WATCH

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3